

# خوابوں کی گاڑی

(دو سو / (200) کہانیوں کا مجموعہ)



علیم طاہر

# خوابوں کی گاڑی

(دوسو/ (200) کہانیوں کا مجموعہ)



کہانی کار  
علیم طاہر



## علیم طاہر اور گھریلو ورثہ

|                 |                                   |
|-----------------|-----------------------------------|
| کتاب :          | خوابوں کی گاڑی                    |
| کہانی کار :     | علیم طاہر                         |
| ترتیب و تدوین : | علیم طاہر / فہیم علیم             |
| سن اشاعت :      | 2025 (11 May) (پہلی اشاعت)        |
| صفحات :         | 215                               |
| قیمت :          | 200 روپے۔                         |
| کمپوزنگ :       | علیم طاہر                         |
| زیر اہتمام :    | اے ایم این پروڈکشن انٹرنیشنل۔     |
| مطبع :          | ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس (دہلی)      |
| سرورق :         | فہیم علیم                         |
| ترتیب و تدوین : | مقیم مینانگری / ایڈوکیٹ ندیم ارشد |
| ناشر :          | علیم طاہر                         |

ملنے کے پتے:

- 1: مومن پورا، سروے نمبر 19، گھر نمبر 51، مالیگاؤں۔ ضلع (ناسک)۔ مہاراشٹر (انڈیا)
- 2: علیم طاہر پلاٹ نمبر 28، سنجری چوک، اشرف نگر، دیانہ مالیگاؤں، 423203، ضلع ناسک مہاراشٹر (انڈیا)

## انتساب:

تحسین آراء (شریکِ حیات)،

فہیم علیم (بیٹا)،

عین الارم (بیٹی)،

عالیہ (بیٹی)،

ابا (ارشد مینا نگری)،

اماں (حلیمہ بی)،

برادران / چھوٹی بھابھیاں،

ہمشیرگان،

بھتیجے،

بھتیجیاں،

اور -----

نئی نسل

کے نام

نیند لٹکی ہوئی رہتی ہے کلینڈر پہ مری

روز بستر پہ مرا خواب پڑا رہتا ہے

علیم طاہر

## فہرست

| نمبر | عنوانات                | صفحہ نمبر  |
|------|------------------------|------------|
| 01   | کہانی نمبر: 01 تا 10   | 8 تا 26    |
| 02   | کہانی نمبر: 11 تا 20   | 28 تا 42   |
| 03   | کہانی نمبر: 21 تا 30   | 44 تا 62   |
| 04   | کہانی نمبر: 31 تا 40   | 64 تا 84   |
| 05   | کہانی نمبر: 41 تا 50   | 86 تا 105  |
| 06   | کہانی نمبر: 51 تا 60   | 107 تا 116 |
| 07   | کہانی نمبر: 61 تا 70   | 117 تا 126 |
| 08   | کہانی نمبر: 71 تا 80   | 127 تا 136 |
| 09   | کہانی نمبر: 81 تا 90   | 137 تا 143 |
| 10   | کہانی نمبر: 91 تا 100  | 144 تا 148 |
| 11   | کہانی نمبر: 101 تا 110 | 149 تا 153 |
| 12   | کہانی نمبر: 111 تا 120 | 154 تا 158 |
| 13   | کہانی نمبر: 121 تا 130 | 159 تا 163 |
| 14   | کہانی نمبر: 131 تا 140 | 164 تا 168 |
| 15   | کہانی نمبر: 141 تا 150 | 169 تا 173 |
| 16   | کہانی نمبر: 151 تا 160 | 174 تا 178 |
| 17   | کہانی نمبر: 161 تا 170 | 179 تا 183 |
| 18   | کہانی نمبر: 171 تا 180 | 184 تا 188 |
| 19   | کہانی نمبر: 181 تا 190 | 189 تا 193 |
| 20   | کہانی نمبر: 191 تا 200 | 194 تا 198 |

## مقدمہ

### علیم طاہر

بچوں کی دنیا رنگوں، خوابوں، سوالوں اور خیالوں کی دنیا ہوتی ہے۔ جب وہ کہانی پڑھتے ہیں، تو صرف الفاظ نہیں پڑھتے، بلکہ ان کے ساتھ اڑتے ہیں، ہنستے ہیں، سیکھتے ہیں، اور دنیا کو اپنے انداز میں سمجھنے لگتے ہیں۔ بچوں کی تربیت، ان کی شخصیت سازی اور ان کی تخیل کی آبیاری میں ادب اطفال کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔

"خوابوں کی گاڑی" ایک ایسی ہی کاوش ہے۔ اس کتاب میں موجود کہانیاں بچوں کو محض تفریح فراہم نہیں کرتیں، بلکہ انہیں مثبت سوچ، بلند اخلاق، ہمدردی، ایمانداری، دوستی، محنت اور جستجو جیسے اوصاف سے روشناس بھی کرواتے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ہر کہانی خوابوں اور حقیقت کے بیچ ایک ایسا پل بنائے، جس پر بچپن کی نرمی سے چلتے ہوئے بچے سیکھ بھی سکیں اور مسکرا بھی سکیں۔

## پیش لفظ

پیارے بچوں!

کیا آپ نے کبھی خواب میں کوئی ایسی گاڑی دیکھی ہے جو آسمان پر اڑتی ہو، پہاڑوں سے باتیں کرتی ہو، اور سمندر کے نیچے چھپے راز جانتی ہو؟ اگر نہیں، تو آئیے اس کتاب کے ذریعے "خوابوں کی گاڑی" میں سوار ہو جائیے!

یہ کتاب آپ کو ایسے دیس لے جائے گی جہاں درخت بولتے ہیں، جانور پڑھاتے ہیں، تتلیاں دوستی کرتی ہیں، اور وقت خود کہانی سناتا ہے۔ ہر کہانی آپ کو کچھ نیا سکھائے گی — کبھی ہنسی دے گی، کبھی حیرانی، اور کبھی سوچنے پر مجبور کر دے گی۔

تو باندھ لیجئے اپنی خیالی سیٹ بیلٹ، کیونکہ "خوابوں کی گاڑی" روانہ ہونے والی ہے... آپ کے اپنے دل و دماغ کے رنگین اسٹیشنوں کی طرف۔

محبت کے ساتھ،

آپ کا دوست: علیم طاہر

## کہانی نمبر: 01

## عنوان: پانی کی بوند کا سفر

## کہانی کار: علیم طاہر

(منظر: ایک بادل آسمان میں تیر رہا ہے۔ بادل کے اندر ایک ننھی بوند باقی بوندوں سے مختلف سوچتی ہے۔)

پانی کی بوند (چمکتی ہوئی):

"کتنا مزہ ہے اوپر تیرنے میں! مگر میں کچھ نیا دیکھنا چاہتی ہوں، زمین پر جانا چاہتی ہوں!"

بادل (نرمی سے):

"زمین؟ وہاں کیسا ہوگا؟ دھول، گرمی، سردی؟ تم یہاں محفوظ ہو، بوندی بیٹی!"

بوند:

"مگر بادل چاچو! میرا دل کہتا ہے کہ نیچے کہیں میری اصل چھپی ہے۔ میں کچھ بننا چاہتی ہوں، کچھ کرنا چاہتی ہوں!"

(اتنے میں آندھی چلتی ہے، بادل برستا ہے۔ بوند جھومتی گرتی ہے اور ایک پتے پر آن گرتی ہے۔)

پتہ (مسکراتے ہوئے):

"ارے واہ! تم نے میری پیاس بجھا دی! شکریہ چھوٹی بوند!"

بوند (خوش ہو کر):

"تو یہ ہے خدمت؟ یہ ہے زمین؟"

(پھر بوند زمین پر ٹپکتی ہے، مٹی میں جذب ہو جاتی ہے۔)

مٹی (پیار سے):

"آؤ بیٹی! تم اب بیج کو زندگی دو گی۔ تم ایک پودے کی جڑ بنو گی!"

(کچھ دنوں بعد وہی بیج ایک ننھا سا پودا بن جاتا ہے)

پودا:

"شکریہ، پیاری بوند! تم نہ آتی تو میں کبھی اُگ نہ پاتا!"

بوند (اندر سے آواز دیتی ہے):

"میں نے اپنا سفر مکمل کر لیا! اوپر سے نیچے آ کر، میں اصل میں اوپر اٹھ گئی!"

---

سبق:

ہر چھوٹا کام اگر نیت صاف ہو تو بڑا اثر رکھتا ہے۔ خود کو پہچانو، اپنے حصے کا کام کرو، کیونکہ قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے!

## کہانی نمبر: 02

## عنوان: پٹا جو اڑنا چاہتا تھا

(منظر: ایک ہرا بھرا درخت، صبح کی نرم روشنی، ہلکی سی ہوا، چھپھاتی چڑیاں)

پٹا (جھولتے ہوئے شاخ سے):

"کتنے دن ہو گئے ایک ہی جگہ لٹکتے ہوئے! مجھے اڑنا ہے، آزاد فضا میں تیرنا ہے، آسمان کو چھونا ہے!"

تتلی (درخت کے گرد چکر لگاتی ہوئی):

"کیا تم جانتے ہو آزادی کی قیمت کیا ہوتی ہے؟ ہم پرندے یا تتلیاں اڑنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ تمہاری جڑیں درخت سے جڑی ہیں۔"

پٹا (جواباً):

"تم سب حسد کرتے ہو! میں اب مزید کسی شاخ سے بندھا نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے اڑنا ہے، ابھی اور اسی وقت!"

بلبل (شاخ پر بیٹھا):

"ارے نادان! درخت نے تمہیں سایہ، غذا اور پہچان دی۔ تمہاری ہریالی اسی سے ہے۔ آزاد ہو کر کیا کرو گے؟"

(اچانک ایک تیز جھونکا آتا ہے، شاخ لرزتی ہے، پٹا جھٹکے سے جدا ہوتا ہے)

پٹا (خوشی سے):

"واہ! میں اڑ رہا ہوں! ہوا میرے ساتھ ہے، یہ آزادی ہے، یہ پرواز ہے!"

(چند لمحے بعد...)

پٹا (ہوا کے تھپڑوں میں لڑھکتا ہوا):

"نہیں... یہ تو گراوٹ ہے... کوئی مجھے پکڑے! میں نیچے جا رہا ہوں..."

(پٹا زمین پر گرتا ہے، اور مٹی پر لیٹ جاتا ہے)

زمین (نرمی سے):

"اب یہیں رہو، بیٹا! تم مٹی بنو گے، پھر کھاد... پھر شاید کل نئے درخت کی بنیاد!"

پٹا (نم آنکھوں سے):

"کاش میں اپنی جڑوں سے وفادار رہتا... کاش میں شکر گزار ہوتا..."

درخت (ہوا سے سرسراتا ہوا):

"ہر پٹا میری پہچان ہے... مگر ہر خزاں مجھے یہ سکھاتی ہے کہ کچھ پتے سبق دے کر رخصت ہوتے ہیں!"

سبق:

آزادی خوبصورت ہے، مگر وہی کامیاب ہوتی ہے جو شکرگزاری، جڑوں سے وفاداری اور وقت کی قدر کے ساتھ ہو۔

## کہانی نمبر: 03

## عنوان: گھڑیال کا سچ

(منظر: ایک پرانا اسکول۔ دیوار پر لٹکی ایک پرانی گھڑی۔ بچے خوش گپیاں کر رہے ہیں، اور گھڑیال چپ چاپ وقت بتا رہا ہے۔)

گھڑیال (آہ بھرتے ہوئے):

"سب مجھے صرف وقت بتانے والی مشین سمجھتے ہیں، کوئی نہیں جانتا کہ میں نے کتنے خوابوں کا وقت سنبھالا ہے!"

چاک (جو بلیک بورڈ پر لکھتے لکھتے چھوٹا ہو گیا ہے):

"گھڑیال بھائی، آپ کے اندر واقعی وقت چھپا ہے؟"

گھڑیال:

"ہاں چھوٹے دوست! جب تمہاری ٹیچر پڑھاتی ہیں، میں گواہ ہوتا ہوں۔ جب کوئی بچہ چپکے سے باہر جانے کا بہانہ کرتا ہے، میں جانتا ہوں۔ جب کوئی طالب علم کامیابی کے خواب دیکھتا ہے، میں ان کی دھڑکنوں کے ساتھ دھڑکتا ہوں۔"

بیچ (ہنستے ہوئے):

"مگر تم سارا دن وہی ٹک ٹک کرتے ہو، کچھ نیا نہیں کرتے!"

گھڑیال (نرمی سے):

"میری ٹک ٹک ہی وقت کا گیت ہے۔ جب تم بڑے ہو جاؤ گے، تو جان پاؤ گے کہ وقت کو سمجھنے والا ہی اصل میں کامیاب ہوتا ہے۔"

(اسی دوران ایک بچہ، عامر، جو ہمیشہ دیر سے آتا ہے، جلدی میں آ کر کلاس میں داخل ہوتا ہے۔)

عامر:

"اف، آج بھی دیر ہو گئی! گھڑی تو وقت پر نہیں بتاتی!"

گھڑیاں (مسکراتے ہوئے):

"میں تو ہر لمحہ بتاتا ہوں، مگر تم وقت کی قدر کب کرو گے؟"

عامر:

"اوہ! شاید غلطی میری ہے۔ کل سے کوشش کروں گا کہ تم سے پہلے جاگ جاؤں!"

(کچھ دن بعد عامر وقت کی پابندی کرنے لگتا ہے۔ استاد بھی خوش، عامر بھی کامیاب۔)

گھڑیاں (فخر سے):

"یہی میرا سچ ہے! میں صرف وقت نہیں، تمہاری عادتیں بدلنے والا ایک خاموش ساتھی ہوں!"

---

سبق:

وقت سب کے لیے برابر ہے، لیکن جو اسے پہچان لیتا ہے، وہی کامیاب ہوتا ہے۔ وقت کی قدر کرو، کیونکہ گھڑی کی سوئیاں کبھی پیچھے نہیں جاتیں۔

## کہانی نمبر: 04

## عنوان: بیج کی جیت

(منظر: ایک سرسبز باغیچہ، جہاں مختلف پودے، درخت، اور پھول کھلتے ہیں۔ ایک کونے میں مٹی میں دبا ایک ننھا سا بیج چھپا ہوا ہے۔)

بیج (اداسی سے):

"میں تو صرف ایک چھوٹا سا بیج ہوں، میرے ارد گرد اتنے بڑے درخت اور رنگ برنگے پھول ہیں، میری کوئی اہمیت ہی نہیں۔"

گلاب کا پھول (نرگسیت سے):

"ہاہ! ہم جیسے خوبصورت پھولوں کے بیج تم کیا کرو گے؟ تم نہ خوشبور کھتے ہو، نہ رنگ۔"

درخت (فخر سے):

"اور میری ٹہنیوں پر تو پرندے آکر گھونسلے بناتے ہیں۔ تم جیسے بیج شاید صرف کھانے کے کام آتے ہو!"

بیج (خاموش ہو جاتا ہے، مگر اندر سے ایک آواز آتی ہے):

"میں کچھ بن سکتا ہوں، مجھے بس موقع چاہیے۔"

(بارش ہوتی ہے، سورج نکلتا ہے، بیج کے اندر ہلچل ہوتی ہے۔)

مٹی (نرمی سے):

"ڈرو مت میرے بچے، تمہیں سینے میں جگہ دی ہے تاکہ تم اُگ سکو۔ ہر بڑے درخت نے ایک بیج سے ہی سفر شروع کیا تھا۔"

(دن گزرتے ہیں، بیج سے کونپل نکلتی ہے، پھر ایک ننھا پودا، اور کچھ مہینوں بعد ایک خوبصورت آم کا درخت بن جاتا ہے۔)

بچے (درخت کے نیچے بیٹھ کر خوشی سے آم کھاتے ہیں):  
 "یہ درخت تو نعمت ہے! اس کے پھل، اس کی چھاؤں، سب کچھ قیمتی ہے!"

بیج (جواب درخت بن چکا ہے):  
 "شکریہ اوپر والے کا! میں جان گیا، چھوٹا ہونا کمزوری نہیں، شروعات ہے!"

---

سبق:

کبھی کسی کی ظاہری حالت پر نہ ہنسو۔ ہر بیج میں ایک تناور درخت چھپا ہوتا ہے، بس اسے موقع، وقت اور یقین چاہیے ہوتا ہے۔

## کہانی نمبر: 05

## عنوان: چھوٹا پنکھا، بڑی ہوا

(منظر: ایک پرانا کمرہ، جس میں ایک بڑی چھت والی پنکھا گھوم رہا ہے۔ دیوار کے ایک کونے میں ایک چھوٹا سا ہاتھ والا پنکھا رکھا ہے۔)

چھت والا پنکھا (گھومتے ہوئے فخر سے):

"میری ہوا سے پورا کمرہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے! سب مجھے دیکھتے ہیں، سب مجھے چلاتے ہیں!"

چھوٹا پنکھا (نرمی سے):

"ہاں بھائی، تم تو بڑے ہو، میں تو بس ہاتھ سے چلنے والا ایک چھوٹا سا پنکھا ہوں۔"

کرسی (مسکراتے ہوئے):

"چھوٹے پنکھے، تم اداس مت ہو، تم بھی کسی نہ کسی وقت بہت کام آتے ہو۔"

(اسی دوران بجلی چلی جاتی ہے۔ چھت والا پنکھا رک جاتا ہے۔ گرمی بڑھنے لگتی ہے۔)

بچہ (ہانپتے ہوئے):

"اوہ! بجلی چلی گئی! کتنا گرم ہو گیا ہے۔"

(وہ دوڑ کر چھوٹے پنکھے کو اٹھاتا ہے اور خود کو ہوا دینے لگتا ہے۔)

بچہ (خوشی سے):

"واہ! یہ ہاتھ والا پنکھا تو کمال کا ہے! یہ نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟"

چھوٹا پنکھا (آہستہ سے):

"اب سمجھ آیا؟ ہر چیز کی اہمیت وقت پر ہی معلوم ہوتی ہے۔"

چھت والا پنکھا (شرمندگی سے):

"معاف کرنا دوست، تم واقعی اہم ہو۔ ہم سب کسی نہ کسی لمحے بہت کام کے ہوتے ہیں۔"

---

سبق:

کبھی کسی کو چھوٹا یا کم تر نہ سمجھو، کیونکہ ہر شے کی اپنی جگہ اور اہمیت ہوتی ہے — اور ہر کسی کا وقت آتا ہے۔

## کہانی نمبر: 06

## عنوان: گھڑی کی ٹک ٹک

(منظر: ایک دیوار پر لٹکی پرانی گھڑی، جس کی سوئیاں آہستہ آہستہ حرکت کر رہی ہیں۔ نیچے ٹیبل پر ایک چمچاتی نئی ڈیجیٹل گھڑی رکھی ہے۔)

ڈیجیٹل گھڑی (اکڑ کر):

"دیکھو مجھے! میری اسکرین روشن ہے، الارم، تاریخ، درجہ حرارت، سب کچھ دکھاتی ہوں۔ اب پرانی سوئیاں کس کام کی؟"

دیوار کی گھڑی (آہستہ سے مسکرا کر):

"میں بھی وقت بتاتی ہوں، چاہے میری آواز پرانی ہو، مگر میرا کام آج بھی جاری ہے۔"

دیوار (نرمی سے):

"یہ دونوں وقت کے رکھوالے ہیں۔ نیا ہو یا پرانا، وقت کی قدر سکھانا ان کا کام ہے۔"

(اسی دوران، بجلی چلی جاتی ہے اور ڈیجیٹل گھڑی کی اسکرین بجھ جاتی ہے۔)

ڈیجیٹل گھڑی (گھبرا کر):

"اوہ! میری بیٹری ختم ہو گئی! اب میں کچھ نہیں دکھا سکتی!"

بچہ (کمرے میں آ کر):

"اوہ، ڈیجیٹل گھڑی بند ہو گئی؟ چلو پرانی گھڑی دیکھتا ہوں۔ ہاں! سات بجے ہیں۔ مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے!"

دیوار کی گھڑی (پیار سے):

"میں ہمیشہ چلتی رہتی ہوں، چاہے کوئی نہ دیکھے، نہ سنے۔"

ڈیجیٹل گھڑی (شرمندگی سے):

"اب میں سمجھی کہ وقت بتانے میں انداز نہیں، وفاداری اہم ہے۔"

---

سبق:

ظاہر کی چمک دمک سے اصل خدمت چھپ نہیں سکتی۔ سادگی، پابندی اور مستقل مزاجی سب سے بڑی خوبی ہے۔

## کہانی نمبر: 07

## عنوان: انا کا غبارہ

(منظر: ایک کھلی جگہ جہاں رنگ برنگے غبارے ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ سب بچے خوشی سے کھیل رہے ہیں۔ ایک خاص غبارہ سنہری رنگ کا ہے، بہت اونچا اڑ رہا ہے۔)

سنہری غبارہ (غور سے):  
"دیکھو، میں سب سے اونچا اڑ رہا ہوں! تم سب نیچے رہو، تمہاری کیا حیثیت!"

لال غبارہ:  
"بھائی، سب غبارے ہوا سے ہی اڑتے ہیں، تم کچھ زیادہ مت اڑو!"

سنہری غبارہ (طنز یہ ہنسی کے ساتھ):  
"ہوا تو سب میں ہے، پر مجھ میں انا ہے، شان ہے، تمہاری طرح عام نہیں!"

(اتنے میں تیز دھوپ اور ایک پتنگ کی ڈور اس سنہری غبارے سے ٹکرا جاتی ہے۔)

چھٹاک!!  
(سنہری غبارہ پھٹ جاتا ہے اور نیچے گر کر زمین پر آ جاتا ہے۔)

بچہ (اسے اٹھاتے ہوئے):  
"ارے! یہ تو میرا خوبصورت غبارہ تھا۔ غور میں آ کر زیادہ اوپر اڑ گیا اور پھٹ گیا!"

لال غبارہ (دھیمی آواز میں):

"ہمیشہ یاد رکھو، جتنا اونچا اُڑو، اتنے ہی نرم رہو۔ ورنہ ہوا بھی ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔"

---

سبق:

غور کا انجام پکچھتاوا ہے۔ جتنا بلند ہونا ہے، اتنے ہی خاکسار بنو۔ تبھی اصل بلندی حاصل ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر: 08

### عنوان: ضدی پنسل

(منظر: ایک پنسل باکس جس میں رنگ برنگی پنسلیں، پین، ربر اور کٹر (شارپنر) رکھے ہیں۔ سب مل جل کر رہتے ہیں۔ ایک پنسل باقیوں سے کچھ زیادہ بولنے والی اور ضدی ہے۔)

پنسل (اکڑ کر):

"میں کسی کو بھی اپنی نوک تیز نہیں کرنے دوں گی! مجھے ایسے ہی پسند ہوں، لمبی اور خوبصورت!"

کٹر (زرمی سے):

"لیکن اگر نوک تیز نہ کرو گی تو لکھ کیسے پاؤ گی؟ تمہارا اصل کام تو لکھنا ہے۔"

پنسل:

"نہیں! مجھے درد ہوتا ہے، مجھے خود کو گھسوانا بالکل پسند نہیں!"

نوٹ بک (مسکرا کر):

"تو پھر تم بس ڈبے کی زینت بن کر رہ جاؤ گی۔ جو لکھتا ہے، وہی یاد رکھا جاتا ہے۔"

رنگین پین:

"ہر تحریر کے پیچھے کچھ قربانی ہوتی ہے۔ پنسل کی نوک گھس کر جب لفظ بناتی ہے تو تب ہی علم، ادب اور فن پیدا ہوتا ہے۔"

(اسی دوران سچہ آتا ہے اور سب پنسلیں استعمال کرتا ہے، مگر ضدی پنسل ایک کنارے پڑی رہتی ہے۔ آخر کار وہ ٹوٹ جاتی ہے۔)

پنسل (اداس ہو کر):

"کاش! میں نے وقت پر خود کو تیز کروالیا ہوتا۔ اب میں نہ لکھ سکتی ہوں، نہ باقی رہی۔"

کٹر (دھیرے سے):

"اب بھی دریغ نہیں۔ اگر تھوڑا در دسبہ لو، تو تم دوبارہ کچھ نیا لکھ سکتی ہو۔"

(پنسل ہاں میں سر ہلاتی ہے، اور کٹر اس کی نوک تیز کر دیتا ہے۔)

پنسل (خوش ہو کر):

"اب میں تیار ہوں! جو بھی لکھوں گی، وہ خوبصورت ہوگا!"

---

سبق:

زندگی میں کبھی کبھی کچھ قربان کرنا پڑتا ہے تاکہ ہم اپنی اصل پہچان حاصل کر سکیں۔ ضد کرنے سے ہم پیچھے رہ جاتے ہیں، مگر سیکھنے سے آگے بڑھتے ہیں۔

## کہانی نمبر: 09

## عنوان: آئینے کا سچ

(منظر: ایک خوبصورت کمرہ جہاں دیوار پر ایک بڑا آئینہ لگا ہے۔ اس کے سامنے ایک ننھا بچہ روز کھڑا ہو کر اپنی شکلیں بناتا اور خود کو سراہتا ہے۔)

بچہ (مسکرا کر):

"میں کتنا خوبصورت ہوں! سب سے اچھا! سب سے خاص!"

آئینہ (نرمی سے):

"خوبصورتی اچھی بات ہے، مگر اصل خوبصورتی دل میں ہوتی ہے۔"

بچہ (اکڑ کر):

"مجھے سب پسند کرتے ہیں، تم صرف ایک آئینہ ہو، کیا جانتے ہو؟"

آئینہ:

"میں وہی دکھاتا ہوں جو سامنے ہوتا ہے۔ لیکن دل کا عکس صرف اچھے عمل سے نظر آتا ہے۔"

(ایک دن بچہ اپنے دوست کے ساتھ کھیلتے وقت ضد کر کے اس کا کھلونا چھین لیتا ہے۔ دوست رونے لگتا ہے۔ بچہ آئینے کے سامنے آتا ہے، مگر حیرت سے دیکھتا ہے کہ اس کا عکس وہند لانا نظر آ رہا ہے۔)

بچہ (پریشان ہو کر):

"آئینہ! مجھے ٹھیک کیوں نہیں دکھا رہے؟"

آئینہ:

"کیونکہ تمہارا دل ابھی صاف نہیں۔ تم نے اپنے دوست کا دل دکھایا ہے۔"

بچہ (شرمندہ ہو کر):

"اوہ! میں نے غلط کیا۔ مجھے معافی مانگنی چاہیے۔"

(بچہ بھاگ کر اپنے دوست سے معافی مانگتا ہے، اسے کھلونا واپس دیتا ہے۔ جب وہ واپس آ کر آئینے میں دیکھتا ہے تو اس کا عکس صاف اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔)

آئینہ:

"اب تم خوبصورت ہی نہیں، اچھے بھی ہو۔ یہی اصل خوبصورتی ہے۔"

---

سبق:

خوبصورتی صرف چہرے کی نہیں ہوتی، بلکہ دل اور کردار کی بھی ہوتی ہے۔ سچ، معافی اور نرمی ہی انسان کو واقعی خوبصورت بناتے ہیں۔

## کہانی نمبر: 10

## عنوان: خاموش گھڑی

(منظر: ایک دیوار پر لٹکی پرانی گھڑی، جس کی سوئیاں رک چکی ہیں۔ گھر کے لوگ نئی ڈیجیٹل گھڑی لے آئے ہیں، اور اب کوئی اس پرانی گھڑی کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔)

گھڑی (آہستہ آواز میں):  
"میں بھی تو وقت بتایا کرتی تھی... ہر لمحہ گنتی تھی... سب میرے ٹک ٹک کی عادی تھے... اب کوئی میری طرف دیکھتا تک نہیں۔"

دیوار (افسوس سے):  
"تمہارے بغیر تو میں بھی سونی لگتی ہوں۔ تمہاری آواز سے ہی تو یہ کمرہ جیتا تھا۔"

نئی ڈیجیٹل گھڑی (چمک کر):  
"اب وقت بدل گیا ہے! لوگ اب رفتار چاہتے ہیں، سہولت چاہتے ہیں، پرانی چیزیں اب صرف یادیں ہیں۔"

(ایک دن گھر کا سب سے چھوٹا بچہ — ارحم — آکر پرانی گھڑی کو غور سے دیکھتا ہے۔)

ارحم (دلچسپی سے):  
"امی! یہ گھڑی رک گئی ہے؟ یہ کتنی خوبصورت ہے! کیا اسے ٹھیک نہیں کیا جاسکتا؟"

ماں (مسکرا کر):  
"یہ ہمارے دادا جان کے وقت کی گھڑی ہے، برسوں چلی ہے۔ اگر تم چاہو تو ہم اسے مرمت کروا لیتے ہیں۔"

( کچھ دن بعد گھڑی کی سوئیاں دوبارہ چلنے لگتی ہیں۔ )

گھڑی (خوشی سے):

"ٹک... ٹک... میں دوبارہ زندہ ہو گئی! شاید وقت تھم جائے، مگر یادیں اور جذبات کبھی نہیں رکتے۔"

---

سبق:

نئی چیزیں اپنی جگہ، مگر پرانی چیزوں کی قدر، ان کی کہانیوں اور جذبات کو بھولنا نہیں چاہیے۔ جو ہمیں ماضی سے جوڑے، وہی ہماری شناخت ہے۔

## کہانی نمبر 11

## عنوان: چمکتا ہوا بٹن

ریحان کو پرانی چیزیں جمع کرنے کا شوق تھا۔ ایک دن اسے اپنے دادا کی لکڑی کی پرانی الماری کے دراز میں ایک چمکتا ہوا سنہرا بٹن ملا۔ وہ عام بٹن جیسا لگتا تھا، مگر جیسے ہی ریحان نے اسے چھوا، کمرے کی دیوار پر ایک روشن دروازہ نمودار ہوا!

ریحان نے حیرت سے دروازہ کھولا تو سامنے ایک نئی دنیا تھی — ہر چیز چمکتی، باتیں کرتی اور خوشبو بکھیرتی۔ درخت چاندی کے تھے، زمین گلابی تھی، اور آسمان نیلا نہیں بلکہ رنگ برنگی روشنیوں سے بھرا ہوا تھا۔

ایک جگہ گاتا ہوا کبوتر اس کے پاس آیا اور بولا،  
"تم نے بٹن کو جگایا ہے، اب تمہیں اس دنیا کا ایک کام پورا کرنا ہوگا۔"

"کیا کام؟" ریحان نے پوچھا۔

"یہاں خوابوں کے درخت سوکھ گئے ہیں کیونکہ بچے اب خواب دیکھنا چھوڑ رہے ہیں۔ تمہیں ایک خواب لانا ہوگا۔ ایسا خواب جو سب بچوں کو ہنسائے، کچھ سکھائے، اور امید جگادے۔"

ریحان نے آنکھیں بند کیں اور اپنی امی کے سنائے گئے خوابوں کی کہانیوں کو یاد کیا۔ جب آنکھ کھولی تو ایک جگمگاتی روشنی اس کے ہاتھوں میں تھی — وہ خواب!

کبوتر نے وہ خواب درخت کے تنے پر رکھا، اور پل بھر میں درختوں پر روشنی، خوشبو اور رنگین پتیاں لوٹ آئیں۔ پوری دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ریحان نے بٹن واپس دراز میں رکھا۔ دیوار سے دروازہ غائب ہو چکا تھا، مگر اس کے دل میں ایک نیا خواب جاگ چکا تھا:

"ہر بچہ خواب دیکھے، ہر خواب زندگی کو خوبصورت بنائے!"

## کہانی نمبر 12

## عنوان: وقت کی جیب گھڑی

عدنان کو اپنے نانا جان کی پرانی جیب گھڑی بہت پسند تھی۔ وہ سنہری رنگ کی تھی، اس پر باریک نقش تھے اور آواز ایسی کہ جیسے کوئی راز سرگوشی کر رہا ہو۔

ایک دن نانا جان نے کہا،  
"عدنان! یہ گھڑی صرف وقت نہیں دکھاتی... یہ وقت کے سفر پر لے جاتی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم دل سے سیکھنے کو تیار ہو۔"

عدنان نے مسکرا کر کہا، "میں تیار ہوں!"

نانا جان نے گھڑی عدنان کو تھمائی۔ جیسے ہی اس نے گھڑی کی سوئی کو گھمایا، کمرہ گھومنے لگا۔ آنکھ کھلی تو عدنان خود کو ایک پرانے زمانے کے مدرسے میں پایا۔ بچے تختی پر لکھ رہے تھے، ایک استاد کہانی سن رہے تھے۔

وہاں سے گھڑی نے اسے مستقبل میں پہنچایا۔ جہاں بچے ہوا میں اڑتے ہوئے کتابوں سے سبق سیکھ رہے تھے، روبوٹ اساتذہ کو سلام کر رہے تھے اور کلاس روم چاند پر تھا!

عدنان حیران تھا کہ وقت کتنی چیزیں بدل دیتا ہے، مگر سیکھنے کی اہمیت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ہر دور میں علم روشنی ہے، اور استاد چراغ۔

گھڑی کی سوئی ایک بار پھر گھومی، اور عدنان واپس اپنے نانا جان کے پاس آ گیا۔  
"نانا جان! اب میں سمجھ گیا ہوں۔ جو وقت کی قدر کرے، وہ مستقبل کا مالک بن جاتا ہے۔"  
نانا جان مسکرائے، "بیٹا، گھڑی تو بس ذریعہ ہے، اصل سفر تمہارے دل نے کیا۔"

## کہانی نمبر 13

## عنوان: تصوراتی کتاب خانہ

رمل ایک خاموش سی لڑکی تھی، جو ہمیشہ کتابوں میں گم رہتی تھی۔ ایک دن جب بارش زوروں پر تھی، اسکول کی لائبریری میں بجلی چلی گئی۔ سب بچے باہر کھیلنے چلے گئے، مگر رمل وہیں بیٹھی رہی۔

اچانک ایک کتاب کی الماری ہلنے لگی۔ ایک روشنی چمکی، اور الماری کے اندر سے ایک دروازہ کھلا۔ رمل نے ہچکچاتے ہوئے قدم رکھا... اور پہنچ گئی ایک ایسے تصوراتی کتاب خانے میں، جہاں کتابیں اڑ رہی تھیں، الفاظ ہوا میں تیر رہے تھے، اور کردار کتابوں سے باہر آ کر باتیں کر رہے تھے۔

شیر، خرگوش، جن، پری، سائنسدان اور شاعر... سب اس عجیب و غریب لائبریری کے مکین تھے۔

ایک پری نے کہا،

"رمل! تم چونکہ سچے دل سے پڑھتی ہو، اس لیے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے۔"

رمل نے خوشی سے پوچھا، "کیا میں یہاں کی سب کتابیں پڑھ سکتی ہوں؟"

"ہاں، لیکن ایک شرط پر۔ تمہیں اپنے اسکول کے بچوں میں علم کی روشنی بانٹنی ہوگی۔"

رمل نے وعدہ کیا، اور جب وہ واپس آئی، تو اس کی آنکھوں میں نئی چمک تھی۔ وہ اب صرف پڑھنے والی نہیں تھی، بلکہ پڑھانے والی بھی بن گئی تھی۔

ہر جمعہ کو وہ اسکول کے میدان میں بچوں کو کہانیاں سناتی، تصویریں دکھاتی، اور سب کو اپنے علم کی جادوگری سے روشناس کرواتی۔

رمل اب جان گئی تھی:

"علم صرف رکھنے کی چیز نہیں، بانٹنے سے بڑھتا ہے!"

## کہانی نمبر 14

## عنوان: چمکتا ہوا جگنو

علی رات کو ہمیشہ ڈر کر سوتا تھا۔ اندھیرے میں اسے سائے عجیب لگتے، ہوا کی آواز بھی کسی بھوت جیسی معلوم ہوتی۔

ایک رات جب بجلی چلی گئی، علی کا ڈر بڑھ گیا۔ وہ کمبل میں چھپ گیا، مگر اچانک ایک چھوٹا سا جگنو آ کر اس کے تکیے پر بیٹھ گیا۔  
"ڈرومت، میں ہوں نا، تمہارا دوست جگنیل!" جگنو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

علی حیران ہوا، "تم بول سکتے ہو؟"

"میں خاص جگنو ہوں۔ صرف انہیں نظر آتا ہوں جو دل سے بہادر بننا چاہتے ہیں۔"  
پھر جگنیل نے اپنے روشنی والے پر پھڑ پھڑائے، اور کمرے میں کہکشاؤں جیسے ستارے جگمگا اٹھے۔

"چلو، میں تمہیں ایک سفر پر لے چلتا ہوں!"

جگنیل علی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں اندھیرا نہیں ڈراتا تھا، بلکہ ایک راز چھپائے ہوتا تھا۔ غاروں میں قہقہے گونجتے، درختوں کے سائے کہانیاں سناتے، اور چاندنی ہنس ہنس کر باتیں کرتی۔

علی نے پہلی بار جانا کہ ہر اندھیرے کے پیچھے روشنی چھپی ہوتی ہے، بس دیکھنے کا ہنر آنا چاہیے۔

جب وہ واپس آیا تو اندھیرا اب اسے عجیب نہیں لگا۔ بلکہ ایک خاموش دوست سا لگا۔

اب وہ رات کو کمبل میں نہیں چھپتا۔ وہ کہتا ہے،

"جگنو جیسے دوست ہمیشہ اندھیرے میں چمکتے ہیں، اور بہادری دل میں جگاتے ہیں۔"

## کہانی نمبر 15

### عنوان: بولتی ہوئی کتاب

فرح ایک خاموش سی بچی تھی، جو ہمیشہ لائبریری کے کونے میں بیٹھی رہتی۔ اسے کہانیاں پڑھنا بہت پسند تھا، لیکن وہ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔

ایک دن جب وہ لائبریری کے سب سے پرانے حصے میں پہنچی، تو ایک دھول بھری، موٹی سی کتاب اس کے سامنے میز پر آگری۔ کتاب کا سرورق چمک رہا تھا، اور اس پر سنہری حروف میں لکھا تھا: ”میں تمہیں سناؤں گی اپنی کہانی!“

فرح نے حیرت سے کتاب کھولی تو اندر سے آواز آئی:

”شکریہ فرح! تم نے مجھے پھر سے جگا دیا۔ اب آؤ، ایک انوکھا سفر کریں!“

اگلے ہی لمحے، فرح کتاب کے صفحوں کے نیچ اڑنے لگی۔

پہلا باب: پریوں کی وادی

دوسرا باب: وقت کا قلعہ

تیسرا باب: بولتی ہوئی پہاڑیاں

چوتھا باب: سچائی کا جزیرہ

ہر باب ایک نیا منظر، ایک نئی مہم، اور ایک نیا سبق لاتا۔ فرح کو احساس ہوا کہ ہر کہانی میں چھپی ہوئی ہے سچ، خواب، اور جستجو۔

جب وہ واپس آئی تو کتاب بند ہو گئی، لیکن اس کا دل اب کھل چکا تھا۔

فرح نے پہلی بار لائبریری کے بچوں کو بلایا اور کہا،  
”آج میں تمہیں ایک خاص کتاب کی خاص کہانی سناؤں گی!“

## کہانی نمبر 16

## عنوان: بادلوں کی سائیکل

ریحان کو سائیکل چلانا بہت پسند تھا۔ وہ روز شام کو گلی میں اپنی نیلی سائیکل لے کر گھومتا، کبھی تیز، کبھی آہستہ، اور کبھی صرف خواب دیکھتے ہوئے۔ ایک دن اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، "کاش میری سائیکل اڑ سکتی!"

اسی رات، جب وہ سو رہا تھا، اس کی سائیکل نے آہستہ آہستہ خود کو حرکت دی۔ پہلے شفاف ہونے لگے، ہینڈل سے روشنی نکلنے لگی، اور اچانک وہ بادلوں کی طرف اڑنے لگی۔

ریحان نے آنکھیں کھولیں تو وہ اپنی سائیکل پر بیٹھا آسمان کی بلندیوں پر تھا۔  
"یہ کیا؟ خواب یا حقیقت؟"

بادلوں نے مسکرا کر کہا،  
"یہ تمہارا خیال ہے، ہم نے اسے حقیقت میں بدل دیا!"

ریحان بادلوں پر سائیکل چلاتا رہا۔ ایک بادل اسکول تھا، جہاں بارش کی بوندیں سیکھتی تھیں؛ ایک بادل باغ تھا، جہاں قوس قزح کے پھول کھلتے تھے؛ اور ایک بادل بازار تھا، جہاں ہوا خوشبو خریدتی تھی۔  
اچانک ریحان کو ایک آواز آئی:

"صبح ہو گئی ہے، وقت ہو گیا ہے واپس زمین پر جانے کا!"

سائیکل واپس زمین پر اترتی، مگر اب وہ پہلے جیسی نہ تھی۔ جب بھی ریحان خواب دیکھتا، سائیکل آسمان کی طرف ہلکی سی جنبش کرتی، جیسے کہتی ہو:

"میں اب صرف زمین کی چیز نہیں ہوں!"

## کہانی نمبر 17

## عنوان: خاموش گھنٹی کا راز

ایک پرانا اسکول تھا، جس کی دیواریں اینٹوں سے بھری تھیں اور کھڑکیاں لکڑی کی۔ وہاں ایک گھنٹی لگی تھی۔ پرانی، لوہے کی، مگر عجیب خاموش۔ کوئی اسے جتنا بھی کھینچتا، اس کی زبان ہلتی ہی نہیں تھی۔ بچے کہتے، "یہ کبھی بولتی تھی، پھر خاموش ہو گئی!"

عمیر نامی بچہ ہر روز اس گھنٹی کو غور سے دیکھتا۔ ایک دن اس نے لائبریری میں پرانی فائلوں سے گھنٹی کی کہانی تلاش کی۔ وہاں لکھا تھا:

"یہ گھنٹی صرف سچائی، محنت اور دوستی کے سامنے بولتی ہے۔"

عمیر حیران ہوا۔ اگلے دن سے اس نے اسکول میں سب کی مدد شروع کر دی۔ کبیر کی کتابیں اٹھانا، ندا کی پنسل تلاش کرنا، اور حمزہ کے ساتھ بیٹھ کر سبق یاد کروانا۔

پھر ایک دن جب سب بچے ایک ساتھ کھیل رہے تھے اور عمیر سب کی خوشی میں خوش ہو رہا تھا، تو اچانک ... ٹن۔ ٹن۔ ٹن۔

گھنٹی نے آواز دی!

پورا اسکول چونک گیا۔ استاد مسکرا کر بولے:

"لگتا ہے گھنٹی نے تمہاری محنت اور محبت کا راز پہچان لیا ہے، عمیر!"

اب وہ گھنٹی روز بولتی ہے۔ جب بھی کوئی بچہ دوسروں کے لیے کچھ اچھا کرتا ہے، وہ شکریہ کہنے کے لیے بج اٹھتی ہے۔

## کہانی نمبر 18

## عنوان: کتابوں کا جزیرہ

منیب کو پڑھنا بالکل اچھا نہیں لگتا تھا۔ اسکول کی کتابیں، ہوم ورک، سب کچھ اُسے بور لگتا۔ وہ ہمیشہ کہتا، ”کتابیں صرف بوجھ ہیں!“

ایک دن جب وہ اسکول سے واپسی پر راستے میں ایک ویران راستے سے گزر رہا تھا، اُسے ایک پرانی سی دکان نظر آئی۔ ”یادوں کی پرانی کتابیں“۔ تجسس میں آکر وہ اندر چلا گیا۔

دکان میں ایک بابا جی بیٹھے تھے، جنہوں نے مسکرا کر کہا،  
 ”اگر تم واقعی کتابوں سے دور جانا چاہتے ہو، تو یہ لو، یہ خاص نقشہ ہے۔ یہ تمہیں ایک جزیرے تک لے جائے گا، جہاں کوئی کتاب نہیں، کوئی بچے نہیں، کوئی سبق نہیں!“

منیب خوش ہو گیا!  
 ”واہ! یہ تو خواب جیسا ہے!“

وہ نقشے کے مطابق چلتا گیا۔ ندی پار کی، جنگل عبور کیا، اور آخر کار ... ایک رنگ برنگے پھولوں والا جزیرہ نظر آیا۔ مگر وہاں پہنچتے ہی اُسے حیرت ہوئی: سب بچے اداس تھے، کھلونے خراب، تصویریں دھندلی، اور کھیل بے رنگ!

”یہ کیا؟ یہاں کچھ دلچسپ کیوں نہیں؟“ منیب نے ایک بچے سے پوچھا۔

بچے نے افسردہ ہو کر کہا، ”کیوں کہ یہاں کوئی کہانی نہیں، کوئی کتاب نہیں، ہم خیالی دنیا سے دور ہو گئے ہیں!“

منیب کو پہلی بار احساس ہوا کہ کتابیں صرف سبق نہیں دیتیں، بلکہ دنیا کو خوبصورت بھی بناتی ہیں۔

وہ فوراً واپس لوٹا، باباجی کی دکان میں گیا، اور کہا:

”مجھے کہانیاں دو، خواب دو، الفاظ دو!“

اس دن سے منیب نہ صرف کتابیں پڑھنے لگا، بلکہ اسکول میں "کتابی کلب" بھی شروع کیا، جہاں ہر بچہ ہر ہفتے ایک نئی کہانی سنا تا۔

## کہانی نمبر 19

## عنوان: بولتی ہوئی چھتری

علی کو بارش بہت پسند تھی، لیکن چھتری ساتھ رکھنے سے وہ ہمیشہ بھاگتا تھا۔  
 ”چھتری کے ساتھ ہاتھ مصروف ہو جاتے ہیں، اور بارش کو جینے کا مزہ کم ہو جاتا ہے!“ وہ ہمیشہ کہتا۔

ایک دن اسکول سے واپسی پر اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ علی درخت کے نیچے پناہ لے رہا تھا کہ ایک چمکیلی نیلی چھتری اس کے سامنے زمین پر آگری۔

وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگا۔ چھتری نے جھٹ سے کہا:  
 ”اٹھاؤ مجھے! میں خاص ہوں!“

علی چونک گیا۔  
 ”کیا... تم بولتی ہو؟“

چھتری ہنسی،  
 ”ہاں! مگر صرف ان بچوں سے جو بارش سے دوستی رکھتے ہیں!“

علی نے اُسے اٹھایا۔ جیسے ہی اس نے چھتری کھولی، وہ اچانک ہوا میں بلند ہو گیا۔ جیسے مری، نتھیا گلی اور برف پوش پہاڑ ایک لمحے میں اس کے ارد گرد آ گئے ہوں۔

چھتری نے اسے خیالی دنیا کی سیر کرائی۔ قوسِ قزح کے رنگوں پر جھولے، پانی کے قطروں کی راگنی، اور بادلوں پر کھلتے سنہرے پرندے!

جب علی واپس زمین پر اترتا، تو بارش تھم چکی تھی۔ وہ چھتری کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا:

”تم واقعی جادوئی ہو!“

چھتری مسکرا کر بولی:

”نہیں، اصل جادو تمہارے دل کا ہے، جو بارش کی خوشبو اور لفظوں کی موسیقی کو سننے لگا ہے۔“

اس دن کے بعد، علی نے کبھی چھتری کو بوجھ نہیں سمجھا۔ بلکہ وہ اب بارشوں میں اپنی نیلی جادوئی چھتری کے ساتھ نئی کہانیوں کی تلاش میں نکلتا ہے۔

## کہانی نمبر 20

## عنوان: چمکتے ہوئے پتھر کا راز

شاہزادہ کا نام زاہد تھا، اور وہ ہمیشہ نئے رازوں کی تلاش میں رہتا تھا۔ ایک دن، وہ اپنے محل کے قریب ایک جنگل میں سیر کرنے نکلا۔ وہاں اُسے ایک عجیب سی چمک نظر آئی، جیسے کسی نے دور سے شمع روشن کی ہو۔

زاہد نے اس چمک کی طرف قدم بڑھایا، اور جب وہ اس کے قریب پہنچا، تو اُسے ایک خوبصورت اور چمکتا ہوا پتھر ملا۔ پتھر میں عجیب سی روشنی تھی اور جب وہ اسے چھوتا، تو اس کی حرارت محسوس ہوتی تھی۔

زاہد نے دل میں سوچا، "یہ کیا چیز ہے؟" اور اُسے محل لے آیا۔ اس نے تمام دربار کو دکھایا، لیکن کسی کو بھی اس پتھر کا راز نہیں معلوم تھا۔

اگلے دن زاہد نے فیصلہ کیا کہ وہ اس پتھر کا راز خود تلاش کرے گا۔ وہ اپنی چھوٹی سی کشتی میں سوار ہو کر سمندر کی طرف روانہ ہوا، جہاں اُس نے سنا تھا کہ کچھ ایسے جادوئی جزیرے ہیں جہاں ایسے چمکتے پتھر پائے جاتے ہیں۔

دور تک سفر کرنے کے بعد، اُسے ایک جزیرہ ملا۔ وہاں ایک پرانا درخت تھا جس کے نیچے ایک بوڑھا جادوگر بیٹھا تھا۔ زاہد نے اُسے پتھر دکھایا اور پوچھا، "یہ کیا ہے؟"

جادوگر مسکرایا اور کہا، "یہ وہ پتھر ہے جو تمہارے دل کے راز کو ظاہر کرتا ہے۔ تم نے یہ پتھر پانے کی کوشش کی، لیکن یاد رکھو، اس کی حقیقت صرف وہی جان سکتا ہے جو اپنے دل کی سچائی کو سمجھتا ہو۔"

زاہد نے دل میں سوچا، "یہ پتھر سچائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے!" اور فوراً اُسے اپنے دل کے قریب رکھتے ہوئے کہا، "میرے دل کی سچائی یہ ہے کہ میں اپنی قوم کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔"

پتھر نے چمکنا شروع کیا اور اس کے اندر ایک خوبصورت تصویر بن گئی—ایک شاہزادہ جو اپنی قوم کے لیے اچھا کرتا ہے۔

جادوگر نے کہا، "تم نے اپنی سچائی جان لی، اور اب تمہارا سفر کامیاب ہوگا۔"

زاہد نے پتھر واپس اپنے محل میں رکھا اور ہمیشہ اسے یاد رکھا کہ جو بھی اس کے دل میں سچائی ہو، وہ کامیابی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

## کہانی نمبر 21

## عنوان: چاند کی مسکراہٹ

ایک خوبصورت رات، جب پورا شہر سو رہا تھا، ایک چھوٹا سا لڑکا، علی، چھت پر چڑھ کر چاند کی روشنی میں کھیل رہا تھا۔ علی کو چاند بہت پسند تھا، وہ ہمیشہ سوچتا کہ آخر چاند کی روشنی اتنی نرم اور خوبصورت کیوں ہوتی ہے؟

وہ جب بھی چاند کو دیکھتا، اس کے دل میں ایک عجیب سی خوشی جاگ اٹھتی۔ ایک دن اس نے اپنے دوست کو بتایا،  
"مجھے لگتا ہے چاند مسکرا رہا ہے۔"

دوست نے حیرانی سے کہا،  
"چاند مسکرا نہیں سکتا! وہ تو بس ایک چمکتا ہوا پتھر ہے!"

علی مسکرا کر بولا،  
"نہیں، مجھے لگتا ہے وہ مسکرا رہا ہے۔ اگر تم دھیان سے دیکھو، تو اس کی چمک میں ایک خاص بات ہے۔"

ایک رات علی پھر چھت پر چڑھا اور چاند کو غور سے دیکھنے لگا۔ اچانک، اس کے دل میں ایک عجیب سی آواز آئی،  
"تمہیں میری مسکراہٹ نظر آرہی ہے؟"

علی نے چونک کر اوپر دیکھا، اور وہ جو دیکھ رہا تھا وہ حیران کن تھا۔ چاند کی روشنی میں ایک ہنستے ہوئے چہرے کی شکل بن رہی تھی، جیسے وہ چاند کی مسکراہٹ ہو۔

علی نے بولا،

"یہ تم ہو؟"

چاند نے جواب دیا،  
 "ہاں، میں ہوں! تم جیسے بچوں کے دلوں کی خوشیوں میں میری روشنی چھپی ہے۔ جب تم خوش ہوتے ہو، میری مسکراہٹ بھی چمک اٹھتی ہے۔"

علی نے کہا،  
 "مگر تم ہمیشہ رات کو چمکتے ہو، دن میں کہاں جاتے ہو؟"

چاند مسکراتے ہوئے بولا،  
 "دن میں میں چھپ جاتا ہوں تاکہ تم زمین پر سورج کی روشنی سے خوش رہو۔ لیکن تمہارے دلوں میں جب تک محبت اور خوشی ہے، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

یہ سن کر علی کا دل خوش ہو گیا، اور وہ بہت خوشی سے بولا،  
 "اب میں ہمیشہ جانوں گا کہ جب بھی میں چاند کو دیکھوں، وہ میری خوشی میں شریک ہوتا ہے۔"

چاند کی مسکراہٹ اس رات علی کے دل میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی، اور اس نے ہر رات چاند کو شکریہ کہا، جیسے وہ اس کا سب سے اچھا دوست ہو۔

## کہانی نمبر 22

## عنوان: ہوا کا راز

ایک دن ایک چھوٹا سا لڑکا، احسن، اپنے گاؤں کے کنارے کھڑا تھا اور ہوا کی سرسراہٹ کو سن رہا تھا۔ اسے ہمیشہ یہ خیال آتا تھا کہ ہوا کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے؟ کیا اس کے پیچھے کوئی خاص راز چھپا ہوا ہے؟

احسن نے فیصلہ کیا کہ وہ اس راز کو حل کرے گا۔ وہ اپنے دوست مراد کو لے کر ایک دن پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گیا تاکہ وہ ہوا کے اصل راستے کا پتہ لگا سکے۔

راستے میں دونوں بچے خوش گپیاں کرتے گئے اور پہاڑوں تک پہنچ گئے۔ جب وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے، تو احسن نے مراد سے کہا، "دیکھو مراد! یہاں سے نیچے کی وادی تک ہوا آتی ہے، مگر آخر کہاں سے آتی ہے؟"

مراد نے اُسے ایک پرانا درخت دکھایا، جس کی جڑوں میں پانی کی ایک نہر بہ رہی تھی۔ "شاید یہ پانی ہی ہوا کو جنم دیتا ہے۔" مراد نے کہا۔

احسن نے غور سے درخت کی طرف دیکھا اور پھر اس کی جڑوں کے نیچے چھپے ہوئے کچھ چمکتے ہوئے پتھر دیکھے۔ احسن نے ایک پتھر اٹھایا اور اسے چمکتے ہوئے دیکھا۔ پتھر کے اندر ایک عجیب سی روشنی تھی، جیسے وہ کوئی جادوئی چیز ہو۔

اسی لمحے درخت کی ٹہنیاں ہلنے لگیں اور ایک نرم سی آواز آئی، "میں وہ ہوا ہوں جسے تم تلاش کر رہے ہو۔ میں درختوں کے ذریعے پہاڑوں اور وادیوں میں سفر کرتی ہوں۔"

احسن اور مراد دونوں چپ ہو گئے اور درخت کے قریب جا کر بیٹھ گئے۔

"تم کون ہو؟" احسن نے پوچھا۔

ہوانے کہا،

"میں وہ ہوں جو ہر جگہ آزادی کے ساتھ سفر کرتی ہوں۔ میری سرسراہٹ سے تمہیں سکون ملتا ہے۔ میں درختوں اور پھولوں کے ساتھ کھیلتی ہوں، اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے وادیوں تک اپنا راستہ بناتی ہوں۔"

مراد نے خوش ہو کر کہا،

"تو تم وہ ہو جو ہر جگہ خوشبو اور تازگی چھوڑ جاتی ہو؟"

ہوانے ہنستے ہوئے کہا،

"ہاں، میں ہوں! مگر یاد رکھو، میری حقیقت صرف تمہارے دل کی سچائی میں چھپی ہوتی ہے۔ جب تم اپنے دل سے خوش ہو، میری سرسراہٹ تمہیں اور بھی زیادہ سکون دے سکتی ہے۔"

احسن اور مراد نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دونوں نے مل کر کہا،

"ہم نے آج ایک بہت بڑا راز جاننا ہے! ہوا ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتی ہے، بس ہمیں اس کا استقبال کرنا سیکھنا چاہیے۔"

اور اس کے بعد، جب بھی وہ دونوں کھیلنے جاتے، ہوا کی سرسراہٹ میں ایک نیا سکون محسوس کرتے۔

## کہانی نمبر 23

## عنوان: آسمان کا رنگ

ایک خوبصورت صبح، چھوٹا سا بچہ علی آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آسمان پر نیلا رنگ پھیل رہا تھا، اور چند بادل بھی دھیرے دھیرے چل رہے تھے۔ علی ہمیشہ آسمان کا رنگ دیکھ کر یہ سوچتا تھا کہ آخر آسمان کا رنگ اتنا خوبصورت اور بدلتا ہوا کیوں ہوتا ہے؟

وہ اپنے دوست مینا سے بات کر رہا تھا،  
"مینا، تم نے کبھی سوچا ہے کہ آسمان کا رنگ کیوں بدلتا رہتا ہے؟ کبھی وہ نیلا ہوتا ہے، کبھی گلابی، کبھی سرخ۔"

مینا نے سوچتے ہوئے کہا،  
"ہاں، میں بھی یہی سوچتی ہوں۔ یہ ایک راز ہے۔"

علی نے فیصلہ کیا کہ وہ اس راز کا پتہ لگائے گا۔ اس نے اپنے والد سے پوچھا،  
"ابا، آسمان کا رنگ کیوں بدلتا ہے؟"

والد مسکرا کر بولے،  
"یہ ایک خوبصورت سوال ہے، علی۔ آسمان کا رنگ اس لیے بدلتا ہے کہ زمین کا ماحول اور سورج کی روشنی اس پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہے۔ جب سورج کی روشنی آسمان سے ٹکراتی ہے، تو وہ ہوا میں موجود مختلف گیسوں اور ذرات سے گزر کر رنگ بدلتی ہے۔"

علی نے حیرانی سے کہا،  
"یعنی سورج کی روشنی آسمان پر رنگ چھڑک دیتی ہے؟"

والد نے جواب دیا،

"بالکل! اور جب دن کا آغاز ہوتا ہے، تو آسمان نیلا نظر آتا ہے، کیونکہ نیلی روشنی سب سے زیادہ پھیلتی ہے۔ سورج جب غروب ہوتا ہے، تو سورج کی روشنی زیادہ سرخ اور سنہری ہو جاتی ہے، جس سے آسمان کا رنگ بدل جاتا ہے۔"

علی نے کہا،

"تو مطلب یہ ہے کہ آسمان کا رنگ ہمیشہ اتنا جادوئی ہوتا ہے، کیونکہ یہ سورج کی روشنی کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے!"

والد نے کہا،

"ہاں، اور یہ ہمیں زندگی کی اہمیت یاد دلاتا ہے۔ جیسے آسمان کا رنگ بدلتا ہے، ویسے ہی زندگی میں بھی خوشی اور غم آتے ہیں، مگر ہمیشہ تبدیلی آتی رہتی ہے۔"

علی نے اپنی آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا،

"اب میں ہر روز آسمان کو دیکھوں گا اور اس کے رنگ میں چھپی زندگی کی خوبصورتی کو سمجھوں گا!"

اور یوں علی نے آسمان کے رنگ میں چھپے ہوئے راز کو جانا، اور ہر دن آسمان کی نظروں سے نئی امیدوں اور خوابوں کا سفر شروع کیا۔

## کہانی نمبر 24

## عنوان: چاند کی مسکراہٹ

ایک رات، جب چاند روشن تھا اور ستارے چمک رہے تھے، عائشہ اپنے چھوٹے سے گاؤں کی چھت پر بیٹھ کر چاند کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ہمیشہ چاند کو دیکھ کر سوچتی تھی کہ آخر یہ چاند کیوں اتنا روشن ہوتا ہے؟ اور کیا چاند کبھی مسکراتا ہے؟

ایک دن، عائشہ نے یہ سوال اپنی دادی سے پوچھا،  
"دادی، آپ نے کبھی چاند کو مسکراتے ہوئے دیکھا ہے؟"

دادی ہنستے ہوئے بولیں،  
"بیٹی، چاند کبھی مسکراتا نہیں۔ مگر وہ جو چمکتا ہے، وہ ایک مسکراہٹ کی طرح ہے۔"

عائشہ نے چونک کر کہا،  
"چاند کی مسکراہٹ؟ لیکن دادی، چاند کیسے مسکرا سکتا ہے؟"

دادی مسکرا کر کہنے لگیں،  
"جب چاند کی روشنی زمین پر پڑتی ہے تو وہ رات کی تاریکی میں ایک نرم سی روشنی چھوڑتا ہے، جیسے وہ اپنی مسکراہٹ ہمیں دے رہا ہو۔ یہ چاند کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں روشنی دیتا ہے، تاکہ ہم رات میں بھی سکون سے سو سکیں۔"

عائشہ نے دادی کی باتوں پر غور کیا اور پھر رات کو جب وہ چاند کو دیکھنے گئی، اس نے محسوس کیا کہ واقعی چاند کی روشنی بہت نرم اور سکون دینے والی ہے۔ وہ سوچنے لگی،

"شاید چاند کبھی مسکراتا نہیں، مگر اس کی روشنی میں ایک ایسی خوشی اور سکون ہے جو ہمیں اپنے دل میں محسوس ہوتا ہے۔"

اگلے دن، عائشہ نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ چاند کی مسکراہٹ وہ اس کی روشنی میں دیکھ سکتی ہے، اور ہر رات جب وہ چاند کو دیکھے گی، اسے لگے گا کہ چاند مسکرا رہا ہے۔

اور اس طرح عائشہ نے چاند کی مسکراہٹ کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا، کیونکہ اس نے سیکھا تھا کہ ہر چیز میں کچھ خوبصورتی چھپی ہوتی ہے، بس اسے دیکھنے کی نظر چاہیے۔

## کہانی نمبر 25

## عنوان: پھولوں کا راز

ایک خوبصورت صبح، زینب اپنے دوست عمر کے ساتھ باغ میں کھیلنے گئی۔ باغ میں رنگا رنگ پھول کھل رہے تھے۔ ہر پھول کی خوشبو اور رنگ بہت دلکش تھے، اور زینب ان پھولوں کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھی۔ لیکن عمر نے ایک سوال پوچھا،

"زینب، تم کبھی سوچتی ہو کہ یہ پھول اتنے خوبصورت اور خوشبودار کیوں ہوتے ہیں؟"

زینب نے مسکرا کر کہا،

"مجھے تو یہ ہمیشہ ایسا لگتا ہے کہ یہ پھول زمین کی مسکراہٹ ہیں!"

عمر ہنستے ہوئے بولا،

"لیکن زمین تو پھولوں کو نہیں مسکرا سکتی، زینب!"

زینب نے سوچتے ہوئے کہا،

"ممکن ہے، لیکن یہ پھول ہمیں ایک پیغام دیتے ہیں۔ ان کی خوشبو اور رنگ ہمیں بتاتے ہیں کہ ہر چیز کا اپنا وقت ہوتا ہے، اور ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، ہمیں خوبصورت بننے کی کوشش کرنی چاہیے!"

عمر نے پھر کہا،

"تو کیا پھول ہمیں زندگی کا راز بتاتے ہیں؟"

زینب نے گردن ہلا کر کہا،

"ہاں، یہی بات ہے! پھول ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ ہمیں ہر دن کو مکمل طور پر جینا چاہیے اور دنیا کو اپنی خوشبو اور خوبصورتی سے بھر دینا"

چاہیے۔"

یہ باتیں کرتے کرتے، دونوں دوست ایک خوبصورت گلاب کے پھول کے قریب پہنچے۔ زینب نے اس پھول کو ہاتھ سے چھوا اور کہا،  
"یہ گلاب ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں اپنے اندر سے محبت اور خوشی پیدا کرنی چاہیے تاکہ دوسروں تک بھی پہنچ سکے۔"

عمر نے بھی پھول کو چھو کر کہا،

"میں نے آج ایک نیا سبق سیکھا ہے، ہم بھی پھولوں کی طرح اپنی خوبصورتی اور محبت کو دنیا میں پھیلا سکتے ہیں۔"

اس دن کے بعد، زینب اور عمر نے پھولوں کو ایک نئے انداز میں دیکھا۔ وہ جان چکے تھے کہ پھول نہ صرف خوبصورتی کے نمائندہ ہیں، بلکہ وہ ہمیں زندگی کا ایک اہم راز سکھاتے ہیں: "خوبصورتی اور محبت ہر جگہ موجود ہیں، بس ہمیں انہیں دیکھنا اور محسوس کرنا ہوتا ہے۔"

## کہانی نمبر 26

## عنوان: چمکتے ستارے

ایک دن علی اور اس کی بہن مریم اپنے گھر کے چھوٹے سے باغ میں کھیل رہے تھے۔ دن کی گرمی اور شور سے بچنے کے لیے دونوں بچے باغ میں چھپ کر بیٹھے تھے۔ اچانک علی نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"مریم، کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ یہ جو چھوٹے چھوٹے چمکتے ستارے ہیں، یہ کہاں سے آتے ہیں؟"

مریم نے آسمان کو بغضت سے دیکھا اور پھر جواب دیا،

"نہیں علی، میں نے کبھی اس پر نہیں سوچا۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ یہ ستارے بہت دور ہیں، اور ان کی روشنی ہمیں برسوں بعد پہنچتی ہے۔"

علی مسکرایا اور بولا،

"تو پھر ان ستاروں کی چمک کا راز کیا ہے؟ اگر یہ اتنے دور ہیں تو ان کی روشنی ہم تک کیسے آتی ہے؟"

مریم نے اپنی آنکھوں کو آسمان پر مرکوز کرتے ہوئے کہا،

"شاید ان ستاروں کا کام ہماری زندگی میں روشنی لانا ہے۔ جب ہم غمگین ہوتے ہیں یا ہم تکلیف میں ہوتے ہیں، تو وہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اندھیروں کے بعد روشنی آتی ہے۔"

علی نے مریم کی باتوں پر غور کیا اور پھر کہا،

"یعنی، جب ہم مشکل میں ہوتے ہیں، تو یہ ستارے ہمیں امید کی ایک کرن دکھاتے ہیں!"

مریم نے سر ہلا کر کہا،

"بالکل! اور ہم بھی اگر ایک دوسرے کے لیے چمکتے ستارے بنیں، تو ہم ہر کسی کے دل میں امید کی روشنی پیدا کر سکتے ہیں۔"

یہ سن کر علی نے سوچا، "ہمیں بھی اپنے چھوٹے چھوٹے کاموں سے دوسروں کی زندگی میں خوشیاں اور روشنی بھرنی چاہیے، تاکہ ہم خود بھی چمکتے ستارے بن سکیں۔"

اور اس دن کے بعد، علی اور مریم نے یہ عہد کیا کہ وہ ہر دن ایک دوسرے کے لیے اور اپنے دوستوں کے لیے امید کی روشنی بنیں گے۔ جیسے چمکتے ستارے آسمان پر روشنی پھیلاتے ہیں، ویسے ہی وہ اپنی محبت اور حسن سلوک سے دوسروں کی زندگیوں کو روشن کریں گے۔

## کہانی نمبر 27

## عنوان: جادو کی رنگین چھڑی

ایک دن کی بات ہے، سحر نام کی ایک بچی اپنے دوست احمد کے ساتھ کھیلنے گئی۔ دونوں کھیلنے کھیلنے ایک چھوٹے سے درخت کے نیچے جا پہنچے۔ درخت کے نیچے ایک پراسراری چیز پڑی ہوئی تھی۔ سحر نے اسے دیکھا اور کہا،

"احمد، یہ کیا ہے؟ یہ تو بہت عجیب سا لگ رہا ہے!"

احمد نے قریب جا کر وہ چیز اٹھائی۔ یہ ایک رنگین چھڑی تھی، جس کے سرے پر ایک چھوٹا سا جادوئی پتھر لگا تھا۔ احمد نے چھڑی سحر کو دیتے ہوئے کہا،

"یہ کیا ہے؟ کیا یہ کوئی جادو کی چھڑی ہے؟"

سحر نے ہنستے ہوئے کہا،

"شاید یہ کسی جادوگر کا سامان ہو۔"

اسی دوران، سحر نے چھڑی کو ہاتھ میں پکڑ کر کہا،

"اگر یہ جادو کی چھڑی ہے، تو مجھے دکھا دو کہ تم کیا کر سکتی ہو!"

اچانک، چھڑی میں سے ایک رنگین روشنی نکلی اور اس کے سامنے ایک خوبصورت پھول اُگ آیا۔ سحر ہیرانہ ہو کر بولی،

"واہ! یہ واقعی جادوئی چھڑی ہے!"

احمد نے کہا،

"اب ہمیں اس کا راز تلاش کرنا چاہیے۔"

سحر اور احمد دونوں چھڑی کے ساتھ جادو کے مختلف تجربے کرنے لگے۔ انہوں نے چھڑی سے درختوں کے پتوں کو رنگین بنایا، پھر ایک خواب جیسا منظر تخلیق کیا، جہاں پرندے آسمان پر رنگ بکھیر رہے تھے اور زمین پر سبزہ تھا۔ سحر نے احمد سے کہا، "یہ چھڑی ہماری دنیا کو جادوئی بنا سکتی ہے، مگر ہمیں اسے اچھے کاموں کے لیے استعمال کرنا ہوگا!"

احمد نے اس بات پر غور کیا اور کہا، "ہاں! ہمیں اس کا استعمال صرف خوشی اور محبت کے لیے کرنا چاہیے تاکہ یہ دنیا جادو کی جگہ بن سکے!"

آخر کار، سحر اور احمد نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس جادو کی چھڑی کو واپس اس جگہ چھوڑ دیں گے جہاں سے وہ ملی تھی تاکہ کوئی اور بھی اس کا استعمال کر سکے۔ دونوں نے چھڑی کو درخت کے نیچے واپس رکھا اور وہاں سے روانہ ہو گئے، لیکن ان کے دلوں میں جادو کی رنگین یادیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رہ گئیں۔

اور اس دن کے بعد، سحر اور احمد نے اپنی زندگیوں کو جادو کی طرح خوشگوار بنانے کا وعدہ کیا، اور یہ سمجھا کہ ہر شخص کے اندر ایک چھوٹی سی جادو کی طاقت ہوتی ہے جو محبت اور خوشی پھیلانے کے کام آتی ہے۔

## کہانی نمبر 28

## عنوان: چاندنی کی تلاش

رات کا وقت تھا اور آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔ مریم اور اس کے دوست علی، ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے کے لیے باہر نکلے تھے۔ دونوں آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

مریم نے علی سے کہا، "علی، تمہیں کبھی ایسا لگا ہے کہ چاند کہیں دور ہے؟ میں نے سنا ہے کہ چاند کا اپنا کوئی راز ہوتا ہے۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا، "کیسا راز؟ چاند تو بس روشنی دیتا ہے، ہم رات کو اس کی چمک سے اپنی راہ دیکھ پاتے ہیں۔"

مریم نے چاند کو گھور کر کہا، "میں سوچتی ہوں، اگر ہم چاند تک پہنچ جائیں تو وہاں کیا ہوگا؟ کیا وہاں کوئی چمکتی ہوئی جھیل ہوگی؟ کیا وہاں ایسے درخت ہوں گے جن پر چاندنی ٹپک رہی ہو؟"

علی نے مسکرا کر کہا، "شاید وہاں چاند کے جانور ہوں، جو رات کے وقت چمکتے ہیں!"

مریم نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر کہا، "چلیں، کیوں نہ ہم چاند کو تلاش کرنے کا سفر شروع کریں؟"

علی نے مریم کی باتوں کو سن کر فوراً کہا، "یہ بہت دلچسپ ہے! لیکن ہمیں کہاں سے شروع کرنا ہوگا؟"

مریم نے فوراً کہا، "چاند کے پیچھے کچھ بھی نہیں، بس وہ ہمیں ہماری تقدیر سے ملا دیتا ہے۔ اگر ہم چاند کی چمک کو اپنی نظر سے دیکھیں اور یقین کریں کہ ہم اس تک پہنچ سکتے ہیں، تو یہ راز ہمیں خود ہی مل جائے گا۔"

دونوں بچے اپنے چھوٹے سے باغ میں کھیلتے ہوئے چاند کے راز کو تلاش کرنے کی مہم پر نکلے۔ وہ دوستی اور اعتماد کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے گئے اور آخر کار، وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ چاند کا اصل راز وہ نہیں تھا جو ہم نے سوچا تھا۔

مریم نے کہا، "چاند ہمیں صرف یہ بتانے آیا ہے کہ روشنی ہمارے اندر ہے۔ جب تک ہم اپنے دل میں امید اور محبت کی روشنی رکھتے ہیں، ہم چاندنی کی طرح چمک سکتے ہیں!"

علی نے مسکراتے ہوئے کہا، "یعنی چاند کو تلاش کرنے کے بجائے ہمیں اپنی روشنی خود پیدا کرنی چاہیے!"

اور پھر دونوں بچے یہ سمجھ گئے کہ چاند کا راز کسی دور دراز جگہ پر نہیں، بلکہ ہمارے دلوں میں ہے۔ چاند کا کام صرف ہمیں اپنی روشنی تلاش کرنے کی ترغیب دینا ہے۔

## کہانی نمبر 29

## عنوان: نہ ختم ہونے والی کتاب

ایک دن، آمنہ اور اس کا دوست زید، اپنی اسکول کی تعطیلات میں ایک قدیم کتب خانہ گئے۔ وہاں ایک کتابوں کی بڑی سی ریک تھی، جس میں نہ جانے کتنی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ آمنہ کی نظریں ایک کتاب پر پڑیں، جو باقی کتابوں سے قدرے مختلف تھی۔ اس کا کمرہ چمک رہا تھا، جیسے یہ کتاب کسی جادوئی طاقت سے بھرپور ہو۔

آمنہ نے زید سے کہا، "دیکھو، یہ کتاب کتنی عجیب ہے! اس کا رنگ اور شکل سب کچھ مختلف ہے۔"

زید نے کتاب کو ہاتھ میں لے کر کہا، "ہاں، یہ بہت پرانی لگ رہی ہے، شاید اس میں کوئی خاص بات ہو!"

آمنہ نے کتاب کھولتے ہوئے کہا، "چلو دیکھتے ہیں اس میں کیا ہے۔"

جب آمنہ نے کتاب کا پہلا صفحہ پلٹا، تو وہ حیران رہ گئی۔ کتاب کا پہلا صفحہ خالی تھا، جیسے کوئی لکھنا نہ ہو۔ دونوں بچوں نے اس پر سوچا، پھر دوسرے صفحے کی طرف بڑھے۔ وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔

زید نے کہا، "کیا یہ کوئی معمول کی کتاب نہیں ہے؟"

آمنہ نے پھر سے صفحے پلٹے، اور پھر تیسرا صفحہ دیکھتے ہوئے کہا، "کتاب میں کچھ عجیب سا ہے۔ دیکھو، یہ صفحہ بھی خالی ہے، مگر جیسے ہی میں اسے پڑھنے کی کوشش کرتی ہوں، مجھے ایک نیا خیال ذہن میں آتا ہے!"

زید نے کہا، "کیا تمہارا مطلب ہے کہ یہ کتاب ہمیں کہانیاں خود بنا کر سنارہی ہے؟"

آمنہ نے ہاں میں سر ہلایا اور کہا، "ہاں، اور تم دیکھو، جتنا ہم پڑھتے جائیں گے، اتنی ہی نئی کہانیاں ہمارے ذہن میں آئیں گی!"

دونوں بچے بہت دیر تک اس کتاب کو پڑھتے گئے اور ہر صفحے کے ساتھ نئی کہانیاں تخلیق کرتے گئے۔ کبھی وہ ایک پراسرار جزیرے پر پہنچ جاتے، کبھی کسی دوسرے سیارے پر، اور کبھی ایک ایسا جنگل ڈھونڈ لیتے جہاں درخت بولتے تھے۔

آخر کار، آمنہ نے کہا، "یہ کتاب نہ ختم ہونے والی ہے۔ جیسے ہی ہم ایک کہانی مکمل کرتے ہیں، ایک اور کہانی شروع ہو جاتی ہے!"

زید نے کہا، "تو پھر ہمیں یہ کتاب کبھی ختم نہیں کرنی چاہیے، تاکہ ہم ہمیشہ اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو دریافت کرتے رہیں!"

آمنہ نے مسکراتے ہوئے کہا، "جی ہاں! یہ کتاب ہمیں سکھاتی ہے کہ تخلیق کبھی ختم نہیں ہوتی، اور ہمیں ہمیشہ نئے خیالات تلاش کرتے رہنے چاہیے!"

اور یوں، آمنہ اور زید نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس نہ ختم ہونے والی کتاب کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں گے، تاکہ وہ اپنی کہانیاں ہمیشہ بناتے رہیں۔

## کہانی نمبر 30

## عنوان: سایہ جو کبھی نہیں تھا

شہر کے کنارے ایک چھوٹا سا گاؤں تھا، جہاں ایک بچہ، احمد، اپنے والدین کے ساتھ رہتا تھا۔ احمد بہت ذہین اور جستجو کرنے والا لڑکا تھا۔ وہ ہمیشہ نئے سوالات پوچھتا رہتا تھا، اور ان سوالات کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہمیشہ کسی نہ کسی نئے راستے پر نکل جاتا تھا۔

ایک دن احمد اپنے والد کے ساتھ کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر ایک عجیب سی چیز پر پڑی۔ وہ ایک سایہ تھا، لیکن اس سایے کا کوئی جسم نہیں تھا۔ بس، ایک سیاہ دائرہ زمین پر پھیلا ہوا تھا، جیسے کسی غیر مرئی شے کا سایہ ہو۔

احمد نے فوراً اپنے والد سے پوچھا، "ابا، یہ کیا ہے؟ یہ سایہ کہاں سے آیا؟"

والد نے کہا، "بیٹا، یہ کچھ نہیں، شاید درختوں کی شاخوں کا سایہ ہو۔"

لیکن احمد کا دماغ اس بات پر مطمئن نہیں ہو سکا۔ اس نے دل میں فیصلہ کیا کہ وہ اس راز کا پتا ضرور لگائے گا۔

اگلے دن احمد اپنی چھوٹی سی پیٹی اور ایک لالٹین لے کر اس جگہ پہنچا جہاں اس نے سایہ دیکھا تھا۔ وہ اس سایے کے اندر بیٹھا اور دیکھنے کی کوشش کی کہ یہ سایہ کیسے بنتا ہے۔ اس نے بہت دیر تک انتظار کیا، لیکن کچھ بھی سامنے نہیں آیا۔ پھر، اچانک، اس کے سامنے ایک پرانا کتابوں کا بکس پڑا۔ وہ بکس احمد نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے اسے کھولا تو اس میں ایک پرانی کتاب رکھی ہوئی تھی۔

احمد نے کتاب کا صفحہ پلٹا تو اس پر ایک دلچسپ جملہ لکھا تھا:

"سایہ وہ نہیں جو دکھائی دیتا ہے، بلکہ وہ ہے جو چھپ کر ہمارے دلوں میں رہتا ہے!"

احمد نے یہ جملہ پڑھا اور اس کا دماغ تیز ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ سایہ جسمانی نہیں تھا، بلکہ یہ کسی پوشیدہ خوف یا دکھ کا علامتی اظہار تھا۔ اس کے دماغ میں سوالات کی ایک نئی لہر دوڑ گئی۔ کیا یہ سایہ اس گاؤں میں چھپے ہوئے خوف کی نمائندگی کر رہا تھا؟ کیا یہ گاؤں کے ماضی کے سائے تھے جو اب تک یہاں چھپے ہوئے تھے؟

احمد نے اس کتاب کو اپنے ساتھ لے لیا اور گاؤں کے بزرگوں سے اس بارے میں سوالات کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ اس نے دریافت کیا کہ کئی سال پہلے اس گاؤں میں ایک بھاری آندھی آئی تھی، اور اس آندھی کے دوران گاؤں کے کچھ لوگ گم ہو گئے تھے۔ وہ لوگ گاؤں کے غمگین سائے بن کر وہاں چھپے ہوئے تھے۔

اب احمد نے اس سائے کا راز حل کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہمیں اپنے ماضی کے دکھوں اور خوفوں کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ وہ ہمیں مزید تنگ نہ کریں۔ احمد نے گاؤں کے لوگوں کو اس سائے کے بارے میں بتایا اور سب نے مل کر اس سایے کو جڑ سے نکال پھینکا۔

یاد رکھو، احمد نے سیکھا، "کسی بھی چیز کا سایہ تب تک ہم پر حاوی رہتا ہے جب تک ہم اس کا سامنا نہ کریں اور اسے خود سے باہر نکال نہ پھینکیں!"

## کہانی نمبر 31

## عنوان: چاند کی چمک

گاؤں کے ایک کنارے پر ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں ایک چھوٹی سی لڑکی، سائرہ، اپنے دادا دادی کے ساتھ رہتی تھی۔ سائرہ کا دل بہت نرم تھا، اور وہ ہر رات چاند کو دیکھ کر ایک خاص کہانی سننا چاہتی تھی، جسے اس کے دادا ہمیشہ سنایا کرتے تھے۔

ایک رات سائرہ نے اپنی دادی سے کہا، "دادی، آج مجھے وہ کہانی سنائیں جو آپ ہمیشہ چاند کے بارے میں بتاتی ہیں!"

دادی ہنس کر بولیں، "بیٹی، چاند کی کہانی سننا چاہتی ہو؟ تو پھر سنو، یہ کہانی ایک زمانے کی ہے جب چاند زمین کے بہت قریب تھا۔"

سائرہ نے آنکھیں کھول کر کہا، "چاند زمین کے قریب؟ دادی، یہ کیسے ممکن ہے؟"

دادی نے کہا، "ہاں، بیٹی۔ ایک وقت تھا جب چاند بہت قریب آیا تھا اور وہ انسانوں کے درمیان چھپتا نہیں تھا۔ ایک دن، ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکا تھا، جس کا نام ناصر تھا۔ ناصر کا دل چاند کی چمک سے بہت متاثر تھا۔ وہ ہمیشہ چاند کو اپنی آنکھوں میں سمو کر سو جاتا تھا۔"

"ناصر ایک دن چاند کی روشنی میں اتنا محو ہو گیا کہ وہ چاند تک پہنچنے کا خواب دیکھنے لگا۔ اس نے اپنے والد سے کہا، 'بابا، مجھے چاند تک جانا ہے!' اس کے والد نے کہا، 'بیٹے، چاند بہت دور ہے، تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری جگہ یہاں زمین پر ہی ہے۔' لیکن ناصر نہ مانا اور ایک رات، جب چاند اپنی پوری روشنی کے ساتھ آسمان پر چمک رہا تھا، ناصر ایک رسی کے ساتھ چڑھنے لگا۔"

سائرہ کی آنکھوں میں حیرت تھی۔ "پھر کیا ہوا دادی؟ کیا ناصر چاند تک پہنچ گیا؟"

دادی مسکرا کر بولیں، "نہیں، بیٹی، ناصر چاند تک نہیں پہنچ سکا۔ لیکن وہ چاند کی روشنی میں ایسا محو ہوا کہ اس نے خود کو اس روشنی میں ڈوبتے ہوئے پایا۔ وہ جان گیا کہ چاند کی چمک میں نہ صرف روشنی ہے، بلکہ یہ دلوں کو سکون اور امید بھی دیتی ہے۔ ناصر نے اپنے خواب کو حقیقت بنانے کی کوشش کی، لیکن اصل حقیقت یہ تھی کہ جو چیز ہمیں دور لگتی ہے، وہ حقیقت میں ہمارے دلوں میں ہی ہوتی ہے۔"

"ناصر نے یہ سیکھا کہ چاند کی اصل روشنی صرف اس کے دل میں تھی۔ وہ چاند کے قریب نہ پہنچا، لیکن اس نے اپنے دل میں چاند کی چمک کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا۔"

سائرہ نے یہ کہانی سنی اور دل میں سوچا کہ کبھی کبھی ہمیں اپنے خوابوں کو حقیقت میں تبدیل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اس سے بھی زیادہ اہم یہ ہے کہ ہم وہ چیز تلاش کریں جو ہمارے دل میں پہلے سے موجود ہو۔

وہ رات، سائرہ نے چاند کی روشنی میں اپنے خوابوں کو محسوس کیا اور جانا کہ وہ چاند کی چمک اپنے اندر پاتی ہے، اور یہ چمک ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی۔

## کہانی نمبر 32

## عنوان: دریا کی دھن

گاؤں کے کنارے ایک بڑا سا دریا بہتا تھا۔ دریا کی لہریں ہمیشہ نرم اور مدھر آواز میں گاتی رہتی تھیں، جیسے کوئی سنگیت بج رہا ہو۔ ہر دن گاؤں کے بچے دریا کے کنارے کھیلنے آتے تھے، مگر کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ دریا کی گہری لہروں میں ایک خاص دھن چھپی ہوئی تھی۔

ایک دن گاؤں میں ایک لڑکا، فہیم، آیا۔ وہ نہ تو بہت زیادہ باتیں کرتا تھا، اور نہ ہی کسی سے زیادہ تعلق بناتا تھا۔ لیکن ایک عجیب بات تھی کہ وہ ہمیشہ دریا کے کنارے بیٹھا رہتا تھا، اور اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی۔

ایک دن گاؤں کے بچوں نے فہیم کو دیکھا کہ وہ دریا کے پانی میں اپنے ہاتھ ڈال کر ایک خاص دھن پر سر دھونک رہا تھا۔ بچے حیران ہو گئے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے، "یہ کیا کر رہا ہے؟"

ایک بچہ، آصف، جو فہیم کا دوست بن چکا تھا، اسے قریب جا کر پوچھا، "فہیم، تم کیا کر رہے ہو؟"

فہیم مسکرایا اور کہا، "دریا کی دھن سن رہا ہوں۔ یہ دریا خود ایک ساز ہے، بس ہمیں اس کی زبان سمجھنی آتی ہے۔"

آصف نے کچھ سوچ کر کہا، "کیا دریا میں واقعی کوئی دھن چھپی ہوئی ہے؟"

فہیم نے سر ہلا کر کہا، "ہاں، دریا کی لہریں ایک خاص موسیقی بناتی ہیں، بس ہمیں اس کو سننے کی صلاحیت چاہیے۔ اگر تم دھیان سے سنو تو تم بھی وہی دھن سن سکتے ہو۔"

دونوں بچے دریا کے کنارے بیٹھ گئے اور خاموشی سے دریا کی لہروں کو سننے لگے۔ فہیم نے پھر سے اپنی آنکھیں بند کیں اور کہا، "دیکھو، جب

لہریں ساحل سے ٹکراتی ہیں تو وہ ایک خوبصورت دھن بناتی ہیں۔ یہ دریا کا گانا ہے، اور جو اس کو سن لیتا ہے، وہ کبھی تھکا نہیں ہوتا۔"

آصف نے گہری سوچ میں پڑتے ہوئے کہا، "یعنی دریا ہمیں اپنی کہانی بتا رہا ہے؟"

فہیم نے اثبات میں سر ہلایا، "ہاں، ہر دریا کی ایک کہانی ہوتی ہے، اور ہر دریا کی اپنی موسیقی۔ یہ بس ہمیں سنتے ہوئے سمجھنا ہوتا ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔"

آصف نے مسکرا کر کہا، "تو کیا ہم بھی ایک دن اس دھن کو سیکھ پائیں گے؟"

فہیم نے اسے حوصلہ دیا، "ہاں، اگر تم دل سے سنو تو تم بھی وہ دھن سیکھ سکتے ہو۔ دریا کے ساتھ ہم سب کی کہانیاں جڑی ہوتی ہیں، بس ہمیں اس کی گہرائی میں جا کر سمجھنا ہوتا ہے۔"

اور یوں، فہیم اور آصف دریا کی دھن کو سن کر خوش ہو گئے۔ وہ جان گئے کہ ہر چیز میں ایک خوبصورتی چھپی ہوتی ہے، بس ہمیں اس کا حقیقی مفہوم تلاش کرنا آنا چاہیے۔

## کہانی نمبر 33

## عنوان: چاندنی کا خواب

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکی رہتی تھی جس کا نام مایا تھا۔ مایا بہت ذہین اور ہنرمند تھی، لیکن اس کا ایک خواب تھا، وہ ہمیشہ سے چاند کی روشنی میں رقص کرنا چاہتی تھی۔ گاؤں کے بچے اکثر مایا سے کہتے، "چاندنی میں رقص کرنے کا خواب تمہارا کیا ہے؟ وہ تو صرف ایک خواب ہے، حقیقت نہیں!"

مگر مایا کا دل نہیں ٹوٹا تھا، وہ اپنے خواب کو سچ بنانے کے لیے محنت کرتی رہی۔ ہر رات جب چاند کی روشنی گاؤں پر پھیلتی، مایا چاند کی طرف دیکھتی اور سوچتی، "ایک دن میں اس کی روشنی میں رقص کروں گی۔"

ایک دن گاؤں میں ایک بزرگ آکر بیٹھے، جو بہت سی کہانیاں سنانے والے تھے۔ مایا ان کے پاس گئی اور پوچھا، "بابا، کیا آپ نے کبھی چاندنی میں رقص کیا ہے؟"

بابا مسکرا کر بولے، "میرے بچے، چاندنی میں رقص کرنے کا اصل مطلب یہ نہیں کہ جسم کو چاند کی روشنی میں حرکت دینی ہو، بلکہ یہ ہے کہ دل میں وہ روشنی ہو، جو چاند کی روشنی سے زیادہ چمکدار ہو۔"

مایا نے ان کی بات سمجھی اور دل میں عزم کر لیا کہ وہ چاند کی روشنی کو اپنے دل میں لائے گی۔ وہ روزانہ دیر تک چاند کو دیکھتی اور اس کی روشنی میں مراقبہ کرتی۔ اس دوران وہ اپنے دل کی اندرونی روشنی کو دریافت کرتی گئی۔

ایک رات جب چاند اپنی پوری چمک کے ساتھ آسمان پر تھا، مایا نے اپنی آنکھیں بند کر کے چاند کی روشنی کو اپنے دل میں جذب کیا۔ اس کے جسم میں ایک عجیب سی توانائی محسوس ہوئی، جیسے چاند کی روشنی اس کے اندر رقص کر رہی ہو۔

مایا نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بغیر کسی خوف یا ہچکچاہٹ کے چاند کی روشنی میں رقص کرنا شروع کر دیا۔ اس کا ہر قدم چاند کی روشنی کی مانند نرم اور حسین تھا، اور وہ گاؤں کے دوسرے بچوں کے لیے ایک روشنی بن گئی۔

گاؤں کے بچے مایا کو حیرت سے دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے کہا، "یہ کیا؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ مایا واقعی چاندنی میں رقص کر رہی ہے!"

مایا ہنستے ہوئے کہنے لگی، "یہ چاند کی روشنی نہیں، بلکہ میرے دل کی روشنی ہے۔ جب تم اپنے خوابوں کو دل سے اپنا نا شروع کرتے ہو، تو پھر وہ خواب حقیقت بننے لگتے ہیں۔"

اس رات، مایا نے ثابت کیا کہ چاندنی میں رقص کرنے کا خواب صرف ایک خواب نہیں، بلکہ وہ دل کی حقیقت میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور اس کے بعد سے گاؤں کے بچے ہمیشہ مایا کو چاندنی کے رقص کی کہانیاں سنانے آتے تھے، اور وہ جان گئے تھے کہ خوابوں کی حقیقت صرف دل کی روشنی پر منحصر ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 34

## عنوان: خوابوں کا درخت

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام ایاز تھا۔ ایاز کو ہمیشہ سے ایک خواب تھا کہ وہ ایک دن ایسا درخت لگائے گا جو ہر موسم میں پھل دے گا، اور اس درخت کے نیچے بیٹھ کر وہ اپنی تمام آرزوؤں کو پورا کرنے کی طاقت محسوس کرے گا۔

گاؤں کے دوسرے بچے ایاز کو ہنستے ہوئے کہتے، "تمہارا خواب کبھی پورا نہیں ہو سکتا، درخت ہمیشہ پھل دینے والا نہیں ہوتا۔" لیکن ایاز نے ان کی باتوں کو نظر انداز کیا اور اپنے خواب کے پیچھے دوڑتا رہا۔

ایک دن ایاز کے گاؤں میں ایک بزرگ بابا آئے جو دنیا بھر کے تجربات سے بھرپور تھے۔ ایاز ان کے پاس گیا اور کہا، "بابا، مجھے ایک ایسا درخت چاہیے جو ہمیشہ پھل دے، آپ مجھے ایسا درخت کیسے لگوا سکتے ہیں؟"

بابا نے مسکرا کر جواب دیا، "بیٹے، ایسا درخت تمہارے دل میں ہے، اور تمہیں وہ درخت نہیں لگانا، بلکہ اس درخت کا خواب دیکھنا ہے۔ وہ درخت تمہارے خوابوں کی طرح ہے، جو تمہاری محنت، امید، اور ایمان داری سے پھل دے گا۔"

ایاز نے بابا کی باتوں کو اپنے دل میں بٹھایا اور سوچا کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔ اس نے اپنے خوابوں کو حقیقت میں تبدیل کرنے کے لیے سخت محنت شروع کر دی۔ ہر روز وہ زمین میں کھدائی کرتا، درخت کے لیے بہترین بیج لگاتا، اور اس کی دیکھ بھال کرتا۔

مگر گاؤں کے دوسرے بچے اس کے خواب کو مذاق سمجھتے اور کہتے، "یہ کوئی نہیں کرے گا، تم جتنا بھی محنت کرو، یہ درخت کبھی نہیں پھلے گا۔"

ایاز نے ان کی باتوں کو دل سے لگا کر نہیں سنا۔ اس نے دل سے سوچا کہ جب تک وہ خود محنت کرتا رہے گا، اس کا خواب کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ دن رات کی محنت کے بعد ایک دن وہ درخت پھلنے لگا، اور اس کے نیچے ایک خوبصورت سایہ بن گیا۔

اب ایاز کے درخت کے نیچے بیٹھ کر گاؤں کے بچے اور بزرگ اس کے خواب کی حقیقت کو دیکھنے آتے تھے۔ ایاز نے بابا کی بات سچ ثابت کی تھی۔ اس درخت نے اسے نہ صرف پھل دیا بلکہ اس نے سکھایا کہ محنت، صبر، اور ایمانداری سے خواب حقیقت بن جاتے ہیں۔

ایاز کے خوابوں کا درخت اب گاؤں میں ایک نشان بن چکا تھا، اور اس کے نیچے بیٹھ کر بچے نہ صرف خوش ہوتے تھے بلکہ یہ جانتے تھے کہ خواب کبھی بھی حقیقت بن سکتے ہیں، اگر آپ ان کے پیچھے محنت کریں۔

## کہانی نمبر 35

## عنوان: چاند کا راز

ایک خوبصورت رات تھی، چاند آسمان پر چمک رہا تھا اور زمین پر روشنی کی ایک نرم سی پرت بچھا رہا تھا۔ گاؤں کے بچے اپنی چھتوں پر لیٹے ہوئے چاند کو دیکھ رہے تھے اور اس کی کہانیاں سن رہے تھے۔ ہر بچہ چاند کے بارے میں اپنی مختلف کہانیاں سن رہا تھا۔ کچھ بچے کہتے کہ چاند ایک جادوگر ہے، جو رات کو زمین پر خوابوں کا سفر کرنے آتا ہے۔ کچھ کا کہنا تھا کہ چاند میں ایک پری رہتی ہے جو ہر رات بچوں کو چاند کی روشنی سے خوشی دیتی ہے۔

لیکن ان سب کہانیوں کے بیچ ایک بچہ، حسان، خاموشی سے چاند کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دل میں ایک سوال تھا، "چاند ہمیشہ اتنی روشن کیوں ہوتا ہے؟ کیا اس میں کوئی راز چھپا ہے؟"

حسان کی curiosity (جستجو) نے اسے اس سوال کا جواب ڈھونڈنے پر مجبور کیا۔ وہ اپنے بزرگ دادا کے پاس گیا، جو ہمیشہ کہانیاں سنانے کے بجائے زندگی کے گہرے رازوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ حسان نے دادا سے پوچھا، "دادا، چاند ہمیشہ اتنا روشن کیوں ہوتا ہے؟ کیا اس میں کوئی راز چھپا ہے؟"

دادا مسکرائے اور کہا، "بیٹے، چاند میں ایک بہت بڑا راز چھپا ہوا ہے، لیکن وہ راز نہ تمہیں فوراً ملے گا، نہ ہی میں اسے فوراً تمہیں بتا سکتا ہوں۔ تمہیں خود چاند کے راز کو دریافت کرنا ہوگا۔"

دادا کی باتوں نے حسان کی تجسس کو اور بڑھا دیا۔ اگلی رات حسان چاند کو اور غور سے دیکھنے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ چاند کبھی کبھار بہت روشن ہوتا ہے اور کبھی ہلکا ہوتا ہے۔ اس کے دماغ میں ایک اور سوال آیا، "چاند کی روشنی کس طرح پیدا ہوتی ہے؟"

اگلے دن حسان نے اپنے دوست سلیم کو ساتھ لیا اور دونوں نے اس بات کا پتہ لگانے کے لئے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ انہوں نے کئی

کتابیں پڑھیں اور کئی تجربات کیے۔ آخر کار، ایک دن، حسان اور سلیم نے معلوم کیا کہ چاند کی روشنی دراصل سورج کی روشنی ہوتی ہے، جو چاند کی سطح سے منعکس ہوتی ہے۔ چاند خود روشنی پیدا نہیں کرتا، بلکہ وہ صرف سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔

حسان بہت خوش ہوا کہ اس نے چاند کا راز جان لیا۔ لیکن اس نے سیکھا کہ چاند کی حقیقی خوبصورتی صرف اس میں چھپے ہوئے سادہ راز میں نہیں، بلکہ اس کے پیچھے کی حقیقت میں ہے کہ وہ کیسے زمین کو روشن کرتا ہے، رات کے اندھیروں میں ہمیں امید کی کرن دکھاتا ہے۔

جب حسان واپس دادا کے پاس آیا، تو دادا نے پوچھا، "تو نے چاند کا راز جان لیا؟"

حسان نے جواب دیا، "جی ہاں، دادا، چاند کا راز یہ ہے کہ وہ سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے، اور اس طرح زمین کو روشنی فراہم کرتا ہے۔"

دادا نے مسکرا کر کہا، "بیٹے، تم نے بہت کچھ سیکھا، لیکن یاد رکھو کہ سچائی صرف اتنی نہیں ہوتی جتنی نظر آتی ہے، اس کے پیچھے ہمیشہ ایک اور حقیقت چھپی ہوتی ہے۔ چاند کا راز یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہماری روشنی کبھی بھی ہماری اپنی نہیں ہوتی، بلکہ ہم دوسروں سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور اس کا انعکاس کرتے ہیں۔"

حسان نے دادا کی باتوں کو دل سے لگا لیا اور اس نے سیکھا کہ کبھی بھی کسی چیز کو صرف اس کی ظاہری شکل سے نہیں پرکھنا چاہیے، بلکہ اس کے پیچھے چھپی حقیقت کو تلاش کرنا چاہیے۔

## کہانی نمبر 36

## عنوان: نہ ختم ہونے والی رنگین دنیا

ایک دن ایک چھوٹے سے گاؤں میں، جہاں کی فضاء ہمیشہ خوشبو سے مہکتی تھی، ایک بچہ، علی، اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا۔ علی ہمیشہ کچھ نیا سیکھنے کی کوشش کرتا تھا اور وہ ہر چیز کو جاننے کے لیے تجسس سے بھرا ہوا تھا۔ ایک دن، جب وہ گاؤں کے قریب ایک پرانے درخت کے نیچے بیٹھا تھا، اس کی نظر ایک خوبصورت رنگین پتھر پر پڑی۔ وہ پتھر جتنا زیادہ دیکھتا، اتنا ہی زیادہ اس میں ڈوبا جاتا۔

علی نے اس پتھر کو اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پتھر کی سطح پر عجیب سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے، جیسے وہ کسی جادوئی دنیا کا دروازہ ہو۔ علی کے دل میں خیال آیا کہ یہ پتھر کسی جادوئی دنیا کا حصہ ہو سکتا ہے۔ اس نے پتھر کو اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور آہستہ سے کہا، "کیا تم مجھے ایک رنگین دنیا کی سیر کروا سکتے ہو؟"

اچانک، پتھر کی سطح چمک اُٹھی اور علی کو ایک عجیب و غریب روشنی میں ڈبو لیا۔ وہ لمحہ بھر میں اپنے آپ کو ایک نئی دنیا میں پایا، جہاں ہر طرف رنگین درخت، پہاڑ، جھیلیں اور زمین تھی۔ وہاں کا آسمان بھی گلابی رنگ کا تھا، اور چمکتے ہوئے رنگین بادل ان پر تیر رہے تھے۔

علی بہت خوش ہوا اور اس نے فوراً اپنے دوستوں کو بلایا۔ جب وہ لوگ اس دنیا میں آئے، تو سب نے دیکھا کہ وہاں سب کچھ بہت مختلف تھا۔ درختوں پر نہ صرف پھل تھے بلکہ وہ خود رنگ بدلتے رہتے تھے۔ زمین پر چلتے ہوئے علی اور اس کے دوستوں کے قدم رنگین ہوتے جاتے تھے۔ ہر رنگ کی دنیا میں کوئی خاص راز چھپا ہوا تھا، اور علی نے فیصلہ کیا کہ وہ ان رازوں کو ڈھونڈے گا۔

علی اور اس کے دوستوں نے یہ دریافت کیا کہ ہر رنگ کا دنیا میں ایک الگ مطلب تھا۔ سبز رنگ میں سکون تھا، نیلا رنگ عقل اور سچائی کی علامت تھا، اور سرخ رنگ میں جوش و جذبہ تھا۔ ان تمام رنگوں کا ایک گہرا تعلق تھا، اور جب وہ ان سب رنگوں کو ملا دیتے، تو ایک نہ ختم ہونے والی خوشی کی لہر پھیل جاتی تھی۔

ایک دن، علی نے ایک عجیب رنگ کی جھیل دیکھی، جس کی سطح پر رنگین مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ جب وہ جھیل کے قریب پہنچا، تو اس کے اندر ایک روشنی چمک اُٹھی اور ایک آواز آئی، "یہ جھیل وہ راز رکھتی ہے جو تمہیں دنیا کی حقیقت سمجھائے گا۔"

علی نے پوچھا، "کیا راز ہے؟"

آواز نے جواب دیا، "یہ رنگین دنیا تمہارے اندر کے جذبات، سوچوں اور خوابوں کی عکاسی کرتی ہے۔ جب تم اپنے اندر کے رنگوں کو سمجھو گے، تب ہی تم اپنی زندگی کو حقیقت میں رنگین بنا سکو گے۔"

علی نے اس راز کو سمجھا اور اپنے دوستوں کے ساتھ اس رنگین دنیا سے واپس آ گیا۔ وہ جان چکا تھا کہ زندگی میں جو کچھ بھی ہوتا ہے، وہ ہمارے اندر کی دنیا کا عکس ہوتا ہے۔ اور جب ہم اپنے اندر کے رنگوں کو سمجھتے ہیں، تو ہم دنیا کو ایک نئے اور رنگین نظر سے دیکھ پاتے ہیں۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کی رنگینی صرف بیرونی چیزوں سے نہیں آتی، بلکہ وہ ہمارے اندر کی سوچوں، جذبات اور احساسات سے جڑتی ہے۔ جب ہم اپنے اندر کے رنگوں کو سمجھ لیتے ہیں، تو ہم دنیا کو بہتر طریقے سے دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

## کہانی نمبر 37

## عنوان: چاند کی دادی

ایک بار کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ، رجب، اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ گاؤں کے باہر ایک بلند پہاڑ تھا جس پر ایک قدیم درخت کھڑا تھا۔ درخت کی شاخوں میں ایک مخصوص جگہ تھی جہاں بہت سی رنگین چمکدار پتھر ملیں شکیں ملتی تھیں۔ بچے کہتے تھے کہ یہ پتھر جادوئی ہیں اور ان میں کسی درخت کی روح بستہ ہے، لیکن کسی کو کبھی یقین نہیں آتا تھا۔

رجب، جو ہمیشہ تجسس میں ڈوبا رہتا تھا، ایک دن فیصلہ کرتا ہے کہ وہ اس درخت کے راز کو خود جاننے جائے گا۔ اس نے اپنے دوستوں کو بتایا، لیکن سب نے کہا، "رجب، یہ بس ایک کہانی ہے، اس پر یقین مت کرو۔" لیکن رجب کی آنکھوں میں ایک چمک تھی، اس نے سوچا، "میں خود جانوں گا کہ کیا حقیقت ہے۔"

رجب نے ایک دن شام کے قریب، جب سورج غروب ہو رہا تھا، درخت کے قریب جانے کا ارادہ کیا۔ درخت کے نیچے پہنچتے ہی، اس نے دیکھا کہ اس کے آس پاس کی فضا عجیب سی روشن ہو رہی تھی۔ جیسے کسی جادوئی طاقت نے اسے گھیر لیا ہو۔

اچانک ایک نرم سی آواز سنائی دی، "کیا تم مجھے ڈھونڈنے آئے ہو؟"

رجب نے چونک کر کہا، "کیا؟ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟"

اس آواز نے کہا، "میں چاند کی دادی ہوں، اور یہ درخت میری پناہ گاہ ہے۔"

رجب نے حیرانی سے پوچھا، "چاند کی دادی؟ یہ کیا ہوتا ہے؟"

چاند کی دادی نے جواب دیا، "میں وہ پرانی روح ہوں جو چاند کے پیچھے چھپ کر رہتی ہے۔ ہر رات، میں چاند کو اپنی کہانیاں سناتی ہوں، اور وہ کہانیاں چاند کی روشنی بن کر زمین پر آتی ہیں۔"

رجب نے چونک کر پوچھا، "آپ چاند کو کہانیاں سناتی ہیں؟ اور کیا وہ کہانیاں ہم تک پہنچتی ہیں؟"

چاند کی دادی نے مسکرا کر کہا، "ہاں، ہر کہانی جو تم خوابوں میں دیکھتے ہو یا دل میں محسوس کرتے ہو، وہ میری کہانیاں ہوتی ہیں۔ میں ان کہانیوں کو چاند کی روشنی میں بدل دیتی ہوں، اور پھر وہ تم تک پہنچتی ہیں۔"

رجب کو یہ سن کر بہت حیرت ہوئی، اس نے مزید سوال کیا، "تو آپ کے پاس اور بھی کہانیاں ہیں؟"

چاند کی دادی نے کہا، "بیشک، میرے پاس دنیا کی سب سے قدیم اور خوبصورت کہانیاں ہیں۔ وہ کہانیاں تمہاری زندگی کے راز ہیں، جو تمہیں صرف تمہارے خوابوں میں ملیں گی۔"

رجب نے آہستہ سے کہا، "کیا آپ مجھے ان کہانیوں کا ایک حصہ بتا سکتی ہیں؟"

چاند کی دادی نے مسکرا کر کہا، "یہ کہانیاں تمہارے دل میں ہمیشہ موجود ہیں، بس تمہیں انہیں سننا اور سمجھنا ہے۔ ہر رات جب تم چاند کو دیکھو گے، یاد رکھنا کہ وہ تمہیں میری کہانیاں سنارہا ہے۔"

رجب نے اس وقت محسوس کیا کہ زندگی کے سب سے خوبصورت راز وہ ہیں جو دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوتے ہیں، اور ہمیں انہیں سمجھنے کے لیے صرف اپنی روح کی آواز سننی پڑتی ہے۔

چاند کی دادی نے رجب کو ایک نرم چمک دار پتھر دیا اور کہا، "یہ پتھر تمہیں تمہارے راستے پر روشنی دے گا، اور ہمیشہ یاد رکھنا، تم کبھی اکیلے نہیں ہو، چاند ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔"

رجب نے وہ پتھر اپنے ہاتھ میں تھاما، اور واپس گاؤں کی طرف چل دیا، دل میں ایک نئی اُمید اور ایک پرانا راز چھپائے ہوئے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ زندگی میں سب سے بڑی طاقت وہ ہے جو ہمارے اندر ہوتی ہے، اور ہم جو کچھ بھی خوابوں میں دیکھتے ہیں، وہ حقیقت کا حصہ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے دل کی آوازیں اور یقین رکھیں، تو ہم وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو ہم چاہیں۔

## کہانی نمبر 38

## عنوان: خوابوں کا جزیرہ

ایک دن، ایک چھوٹے سے گاؤں میں، ایک بچہ جس کا نام طارق تھا، اپنی دوست سارا کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ وہ دونوں درختوں کے نیچے چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے، جب طارق نے سارا سے ایک سوال پوچھا، "سارا، تمہیں کبھی ایسا لگا ہے کہ دنیا میں کوئی جگہ ایسی ہو جہاں ہمارے خواب حقیقت بن سکیں؟"

سارا نے ہنستے ہوئے کہا، "کیوں؟ تم نے ایسی جگہ کہیں دیکھی ہے؟"

طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "نہیں، لیکن میں نے سنا ہے کہ کہیں ایک ایسا جزیرہ ہے جہاں ہر انسان کا خواب حقیقت میں بدل جاتا ہے۔"

سارا نے حیرت سے کہا، "کیا واقعی؟ کہاں ہے وہ جزیرہ؟"

طارق نے کہا، "مجھے ایک خرافات سننے والے بزرگ نے بتایا تھا کہ وہ جزیرہ خوابوں کی دنیا کا حصہ ہے۔"

سارا اور طارق دونوں اس خیال میں اتنے مگن ہو گئے کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس جزیرے کو تلاش کریں گے۔ وہ دونوں اگلے دن اپنے چھوٹے سے بیگ میں کھانے پینے کی اشیاء ڈال کر ایک ہلکی سی کشتی لے کر نکل پڑے۔

سفر طویل اور مشکل تھا۔ سمندر کی لہریں کبھی اونچی ہو جاتیں اور کبھی نرم ہو جاتیں، لیکن طارق اور سارا کا عزم مضبوط تھا۔ انہیں یقین تھا کہ وہ جس جزیرے کی تلاش میں ہیں، وہ کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد، ایک صبح، طارق اور سارا کو دور افق پر ایک جزیرہ نظر آیا۔ وہ دونوں خوش ہو گئے اور کشتی کا رخ اس طرف کر لیا۔ جیسے ہی وہ جزیرے کے کنارے پر پہنچے، ایک عجیب سی روشنی ان کی آنکھوں کے سامنے آئی۔ جزیرہ نہ صرف خوبصورت تھا، بلکہ اس کی زمین پر رنگین پھول اور درختوں کے نیچے جھولے لٹک رہے تھے۔

طریقے کی طرح، وہ دونوں جزیرے کے بیچ میں پہنچے اور وہاں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ ایک بوڑھی عورت جو دیکھنے میں بہت محبت بھری تھی، ان کے پاس آئی اور کہنے لگی، "تم دونوں خوابوں کے جزیرے پر آئے ہو، لیکن یاد رکھو، یہاں کے خواب صرف وہی پورے ہوتے ہیں جو دل سے سچے ہوں۔"

سارا نے پوچھا، "تو ہمیں یہاں کیا کرنا ہوگا؟"

بوڑھی عورت مسکرا کر بولی، "یہاں تمہارے خواب تمہیں تمہاری زندگی کا سب سے بڑا سبق دیں گے۔ ہر شخص جو یہاں آتا ہے، اسے اپنی سب سے بڑی خواہش کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک تم اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے دل سے محنت نہیں کرتے، تم اسے حاصل نہیں کر سکتے۔"

طارق اور سارا دونوں نے سوچا اور فیصلہ کیا کہ وہ یہاں کچھ سیکھنے کے لیے آئے ہیں۔ ان کے دل میں کئی سوالات تھے، اور اس جزیرے پر ہر ایک سوال کا جواب تھا۔

وہ دونوں جزیرے پر زیادہ دن گزارنے لگے، ہر دن نئے خواب اور نئے سبق کے ساتھ۔ آخر کار، طارق اور سارا نے سیکھا کہ خوابوں کا جزیرہ دراصل دل کی سچائیوں کا حصہ ہے، اور جب تک ہم اپنے خوابوں کی حقیقت میں بدلنے کے لیے محنت نہیں کرتے، وہ صرف خواب ہی رہ جاتے ہیں۔

چند دنوں کے بعد، وہ دونوں جزیرے سے واپس اپنے گاؤں لوٹ آئے، دل میں ایک نئی روشنی اور ایک نئی طاقت کے ساتھ۔ وہ جان چکے تھے کہ خوابوں کا جزیرہ صرف ایک جگہ نہیں بلکہ وہ جگہ ان کے اندر ہے، اور انہیں اپنی محنت کے ذریعے اپنی دنیا بدلنی ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ خواب صرف رات کو دیکھے جانے والے خیالات نہیں ہوتے، بلکہ ہماری زندگی کا مقصد، ہمارے دل کی آواز اور محنت سے ہم وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں جو ہم چاہتے ہیں۔

## کہانی نمبر 39

## عنوان: چاند کا خواب

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام عمران تھا۔ عمران کا دل بہت بڑا تھا، اور اس کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ چاند پر جا کر وہاں کا سارا منظر دیکھے۔ وہ ہمیشہ اپنی ماں سے کہتا، "ماں، میں چاند پر جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیسے دکھتا ہے!"

ماں ہنستے ہوئے جواب دیتی، "بیٹا، چاند بہت دور ہے، وہاں تک کیسے جاپاؤ گے؟"

مگر عمران کا دل ہمیشہ چاند کی طرف مائل رہتا۔ ایک دن عمران نے فیصلہ کیا کہ وہ چاند تک پہنچنے کا کوئی طریقہ تلاش کرے گا۔ اس نے اپنے دوست فیصل کو بتایا، "میں چاند تک جا کر دکھاؤں گا کہ وہاں کیا ہے، اور وہ کیسے ہوتا ہے!"

فیصل نے ہنستے ہوئے کہا، "کیا تم واقعی چاند تک جاسکتے ہو؟"

مگر عمران نے اپنی آنکھوں میں یقین کا عکس چمکایا اور کہا، "ہاں! مجھے پتہ ہے کہ میں کچھ بھی کر سکتا ہوں، اگر میں سچے دل سے کوشش کروں۔"

عمران نے اپنے خواب کو حقیقت بنانے کے لیے خود کو تیار کرنا شروع کیا۔ وہ رات کو آسمان پر چاند کو دیکھ کر اس کی شکل میں رنگ بھرتا تھا، اور دن میں وہ اپنے کھیلوں کے درمیان ایسی چیزوں کا مشاہدہ کرتا تھا جو چاند کے بارے میں اس نے سنی تھیں۔

ایک دن گاؤں میں ایک سائنسدان آیا، جو چاند پر جانے کے لیے راکٹ تیار کر رہا تھا۔ عمران فوراً اس کے پاس گیا اور اس سے کہا، "میں بھی چاند پر جانا چاہتا ہوں!"

سائنسدان نے مسکرا کر کہا، "تم ابھی بہت چھوٹے ہو، مگر تمہاری لگن اور خواب بہت بڑے ہیں۔ شاید تم ابھی چاند پر نہیں جاسکتے، مگر ایک دن، تمہاری محنت تمہیں وہاں تک لے جائے گی۔"

عمران نے سائنسدان کی باتوں کو دل سے سنا اور اس کی محنت کا آغاز کیا۔ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ نیا سیکھتا رہا۔ کتابوں میں پڑھتا، آسمان کی طرف دیکھتا، اور محنت کرتا رہا۔

چند سال بعد، عمران نے اپنے گاؤں کی مدد سے ایک چھوٹا سا راکٹ بنایا۔ اس نے اس میں ایک چھوٹا سا سیٹ لگایا اور اپنی زندگی کا سب سے بڑا سفر شروع کیا۔

راکٹ فضا میں بلند ہو گیا، اور عمران کا دل خوشی سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے چاند کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا۔ اس کا سفر لمبا تھا، مگر عمران کا حوصلہ اتنا بلند تھا کہ وہ ہر لمحہ مزید آگے بڑھتا گیا۔

آخر کار، وہ چاند تک پہنچا۔ اس نے چاند کی سطح پر قدم رکھا، اور اس کی آنکھوں میں خوشی اور فخر کی جھرمٹ نظر آئی۔ اس کے خواب نے حقیقت کا روپ دھار لیا تھا۔

عمران نے چاند پر کھڑے ہو کر کہا، "یہ میری محنت اور عزم کا انعام ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ دن آئے گا، مگر اب جب میں یہاں ہوں، تو میں جانتا ہوں کہ کوئی بھی خواب، اگر سچائی اور محنت کے ساتھ ہو، تو وہ ضرور حقیقت بنتا ہے!"

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ خواب اور عزم انسان کو مشکلات کے باوجود اپنی منزل تک پہنچا دیتے ہیں۔ اگر ہم سچے دل سے محنت کریں تو دنیا کی کوئی بھی چیز ہمارے لیے ناممکن نہیں رہتی۔

## کہانی نمبر 40

## عنوان: پرندے کا خواب

ایک خوبصورت وادی میں ایک چھوٹا سا پرندہ رہتا تھا جس کا نام بلبلا تھا۔ بلبلا کا خواب تھا کہ وہ آسمان پر سب سے بلند پرواز کرے، جہاں سے دنیا کا سارا منظر دکھائی دے۔ ہر دن وہ آسمان کی طرف دیکھتا اور سوچتا، "میں ایک دن ان بلند پرندوں کی طرح اڑوں گا جو آسمان کے کنارے تک پہنچتے ہیں۔"

بلبلا کے والدین ہمیشہ اسے سمجھاتے، "بیٹا، تمہاری پرواز ابھی اتنی طاقتور نہیں کہ تم بہت اونچی اڑنا بھرسکو۔ ہمیں اپنے وقت پر محنت کرنی چاہیے۔"

مگر بلبلا کا دل بڑے ارادوں سے بھرا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے خواب میں غرق رہتا اور ہر دن اپنی پرواز کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا۔ وہ درختوں کی ٹہنیوں سے بلند ہوتا، ہوا کی لہروں کے ساتھ کھیلتا، اور جب تھکتا، تو اپنی چھوٹی سی غار میں جا کر آرام کرتا۔

ایک دن بلبلا نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے خواب کو حقیقت میں بدلے گا۔ وہ درختوں کی ٹہنیوں کو چھوڑ کر سیدھا آسمان کی طرف اڑنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے اپنی پرواز کی رفتار بڑھائی اور تیز ہوا کے ساتھ اڑنے لگا۔

آسمان کی بلندیاں بلبلا کے لیے ایک نیا چیلنج بن گئیں، مگر اس کی آنکھوں میں خواب اور عزم کی چمک تھی۔ وہ مسلسل کوشش کرتا رہا، لیکن جب وہ کچھ اور بلند پہنچا، تو اس کی طاقت کمزور پڑنے لگی۔

ایک دن، بلبلا آسمان کی بلند ترین سطح پر پہنچنے کے قریب تھا، لیکن اچانک اس کی پروں میں تھکن آ گئی۔ اس کا جسم تھک کر نیچے گرنے لگا۔ مگر وہ مایوس نہیں ہوا، بلکہ اس نے اپنی تمام توانائیاں ایک آخری کوشش میں جمع کیں اور پھر سے بلند ہونے کی کوشش کی۔

اتنی بڑی محنت کے بعد، بلبلا آسمان کی سب سے بلند چوٹ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے نیچے سے اوپر تک آسمان کے نظارے کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں ایک نیا خواب تھا: "میں نے اپنا خواب پورا کیا، اور اب میں جانتا ہوں کہ ہر پرندہ کی پرواز کا وقت آتا ہے، بس اسے محنت اور لگن سے پورا کرنا ہوتا ہے۔"

بلبلا نے اس بلند مقام پر بیٹھ کر آسمان کا منظر دیکھنا شروع کیا، اور اس کے دل میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ اس نے سوچا، "اب میں ان سب پرندوں کو دکھاؤں گا جو اپنے خوابوں کو سچ کرنا چاہتے ہیں۔"

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان یا پرندہ، اگر اپنا خواب دیکھے اور اس کے لیے محنت کرے، تو وہ ایک دن اپنی منزل تک ضرور پہنچتا ہے۔ چاہے راستہ کٹھن ہو، کامیابی ہمیشہ ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ہمت نہیں ہارتے۔

## کہانی نمبر 41

## عنوان: چاند کا راز

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام علی تھا۔ علی بہت ذہین اور محنتی تھا، لیکن اسے ہمیشہ ایک سوال پریشان کرتا رہتا تھا، "چاند کیوں رات کو روشن ہوتا ہے؟" وہ ہمیشہ اپنے والدین، استاد اور دوستوں سے یہ سوال پوچھتا، مگر کوئی بھی اس کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔

ایک دن علی نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سوال کا جواب خود تلاش کرے گا۔ اس نے چاند کو اچھی طرح دیکھنے کے لیے ایک دوہین خریدی اور رات کو چھت پر جا کر چاند کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ چاند کی روشنی میں غرق ہو گیا، مگر پھر بھی اسے سمجھ نہ آیا کہ چاند کیوں روشن ہوتا ہے۔

علی کی محنت اور جستجو سے متاثر ہو کر ایک دن گاؤں کے بزرگ باباجی نے کہا، "بیٹے، چاند کا راز تلاش کرنے کے لیے تمہیں ایک خاص سفر پر جانا ہوگا۔ تمہیں چاند کی طرف جانا ہوگا اور وہاں سے اس کا راز جاننا ہوگا۔"

علی نے بزرگ باباجی کی بات سن کر ارادہ کیا کہ وہ چاند تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اس نے اپنے بیگ میں ضروری چیزیں رکھی، اور ایک رات، جب چاند آسمان پر روشن تھا، وہ ایک چھوٹے سے جہاز میں سوار ہو گیا جو اسے چاند تک لے جانے والا تھا۔

چاند کی طرف سفر کرنے کا آغاز ہوا۔ جب وہ جہاز میں بیٹھا ہوا تھا، تو چاند کی روشنی کی کرنوں نے اسے اپنی طرف کھینچا۔ جیسے ہی وہ چاند کے قریب پہنچا، وہ ایک خوبصورت چاندی کے محل میں پہنچا، جہاں اسے ایک جادوئی مخلوق ملی، جو چاند کی روشنی کا راز جانتی تھی۔

"تم نے چاند کے راز کو جاننے کے لیے سفر کیا ہے،" مخلوق نے کہا، "چاند اپنی روشنی خود سے نہیں پیدا کرتا، بلکہ یہ سورج کی روشنی کو اپنی سطح پر منعکس کرتا ہے۔ چاند کی سطح ہموار نہیں ہے، بلکہ یہاں پر گہرے گڑھے اور بلند پہاڑ ہیں جن کی وجہ سے یہ روشنی منعکس ہوتی ہے اور ہم تک پہنچتی ہے۔"

علی نے حیرت سے کہا، "تو یہ چاند کا راز یہی ہے؟"

مخلوق مسکرا کر بولی، "ہاں، چاند کی روشنی سورج سے آتی ہے، اور جیسے زندگی کی مشکلات میں انسان کو دوسروں سے روشنی ملتی ہے، ویسے ہی چاند کی روشنی سورج سے آتی ہے۔"

علی نے چاند کی اس کہانی کو سنا اور دل سے اسے قبول کیا۔ وہ واپس اپنے گاؤں لوٹ آیا اور لوگوں کو چاند کے راز کے بارے میں بتایا۔

اس رات، جب علی آسمان پر چاند کو دیکھ رہا تھا، تو اس کی آنکھوں میں ایک نیا چمک تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دنیا میں ہر چیز کا ایک راز ہوتا ہے، اور اس کو تلاش کرنا انسان کی محنت اور جستجو پر منحصر ہوتا ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ زندگی میں سوالات ضرور آئیں گے، لیکن اگر ہم محنت اور جستجو کے ساتھ ان کا جواب تلاش کریں گے، تو ہمیں ہر جواب کا راز مل جائے گا۔ چاند کی طرح، ہمیں بھی سورج کی روشنی سے اپنا راستہ روشن کرنا ہوگا۔

## کہانی نمبر 42

## عنوان: ہوا کا دوست

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام حسان تھا۔ حسان بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج لڑکا تھا، لیکن وہ ہمیشہ اکیلا رہتا تھا کیونکہ اس کے گاؤں میں زیادہ بچے نہیں تھے۔ وہ اکثر دن کا بیشتر وقت اپنے گاؤں کے کھیتوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیاں چڑھ کر گزارتا۔

حسان کو فطرت سے بے حد محبت تھی، وہ درختوں، پھولوں اور پرندوں کو دیکھ کر خوش ہوتا تھا۔ ایک دن جب وہ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا، اس نے محسوس کیا کہ ایک نرم ہوا اس کے چہرے پر گزر رہی ہے۔ وہ سر جھکاتا، ہوا کو ہاتھ سے محسوس کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ بولا، "اے ہوا! تم بہت نرم اور لطیف ہو، تم کہاں سے آتی ہو؟"

ہوانے جواب دیا، "میں تمہاری دوست ہوں، حسان۔ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں، جب تک تم مجھے محسوس کرو گے۔"

حسان نے خوش ہو کر کہا، "تم میری دوست ہو؟ پھر تم مجھے کیوں کبھی نظر نہیں آتیں؟"

ہوانے مسکرا کر کہا، "میں وہ چیز ہوں جو تم دیکھ نہیں سکتے، لیکن ہمیشہ تمہاری موجودگی میں ہوں۔ میں ان درختوں کے پتے ہلاتی ہوں، ان پھولوں کی خوشبو تم تک پہنچاتی ہوں، اور تمہارے چہرے کو ٹھنڈک دیتی ہوں۔"

حسان نے کہا، "تو تم ہر وقت میرے ساتھ ہوتی ہو؟"

ہوانے کہا، "ہاں، جب تم کھیتوں میں ہوتے ہو، میں تمہارے ساتھ ہوتی ہوں۔ جب تم پہاڑوں پر چڑھتے ہو، میں تمہارے قدموں کے ساتھ چلتی ہوں۔ جب تم تھک جاتے ہو، میں تمہیں سکون دیتی ہوں۔"

حسان بہت خوش ہوا کہ وہ اتنی نرم دل، مہربان اور خوبصورت دوست رکھتا ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اب کبھی بھی اکیلا نہیں رہے گا کیونکہ ہوا ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گی۔ وہ پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے، کھیتوں میں کام کرتے ہوئے اور گاؤں کی گلیوں میں چلتے ہوئے ہمیشہ ہوا کی موجودگی کو محسوس کرتا۔

ایک دن حسان کی ملاقات ایک دوسرے لڑکے سے ہوئی، جس کا نام علی تھا۔ علی نے حسان سے پوچھا، "تم ہمیشہ خوش کیوں رہتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی خاص چیز ہے؟"

حسان مسکرا کر بولا، "میرے پاس تو کچھ خاص نہیں ہے، بس ایک دوست ہے، وہ جو نظر نہیں آتی، لیکن ہر وقت میرے ساتھ رہتی ہے۔"

علی نے حیرت سے کہا، "تمہاری کیا بات ہے؟ وہ کیسے دوست ہے؟"

حسان نے کہا، "وہ ہوا ہے، میری دوست! وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہے، مجھے سکون دیتی ہے اور میرے دن روشن کرتی ہے۔"

علی حیرت میں پڑ گیا اور کہا، "کیا تم مجھے بھی وہ دوست دکھا سکتے ہو؟"

حسان ہنستے ہوئے بولا، "نہیں، تم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن تم بھی اس کا احساس کر سکتے ہو، اگر تم چپ چاپ بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لیے اپنی آنکھیں بند کر لو، اور اپنے دل سے اسے سنو۔"

علی نے حسان کی بات مانی اور آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر بیٹھا۔ وہ اچانک ہوا کی لطیف حرکت کو اپنے چہرے پر محسوس کرنے لگا اور ایک نرم سی آواز نے اس کے دل کو چھو لیا۔

وہ دونوں بچے ہنستے ہوئے گاؤں واپس آئے اور وہ جان گئے کہ ہر انسان کے پاس ایک خاص دوست ہوتا ہے، جو نظر نہیں آتا، مگر ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ دوست وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں، بلکہ وہ ہوتے ہیں جو ہمارے ساتھ ہر لمحہ ہوتے ہیں، چاہے ہم انہیں دیکھ نہ سکیں۔ زندگی میں ہر طرف ایسی خوبصورت چیزیں ہوتی ہیں جو ہمیں سکون دیتی ہیں، بس ہمیں ان کا احساس کرنا ہوتا ہے۔

## کہانی نمبر 43

## عنوان: چاند کی روشنی

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکی رہتی تھی جس کا نام مریم تھا۔ مریم بہت پیاری اور خوش مزاج لڑکی تھی، لیکن اس کی ایک کمی تھی کہ وہ رات کو نیند میں بہت ڈرتی تھی۔ رات کے وقت جب چاند آسمان پر روشن ہوتا تو مریم اس کی روشنی کو دیکھ کر ڈر جاتی۔

مریم کو اس کا ڈر اس لیے تھا کہ وہ سوچتی تھی کہ چاند کی روشنی میں کوئی بھوت یا پری چھپی ہوئی ہوگی، جو اس کی نظر سے چھپ کر آ کر اس کے قریب آ سکتی ہے۔ ایک رات جب مریم نے چاند کی روشنی دیکھی، تو اس کے دل میں ڈر کی لہر دوڑ گئی۔ وہ کمرے میں چھپ گئی اور دروازہ بند کر لیا۔

چاند کی روشنی دھیرے دھیرے اس کے کمرے میں آرہی تھی، اور مریم کی آنکھوں میں خوف تھا۔ لیکن اس وقت اس کے پاس اس کی دادی آ گئیں۔ دادی نے مریم کو دیکھا اور نرم آواز میں کہا، "بیٹی، کیوں ڈر رہی ہو؟"

مریم نے ہچکچاتے ہوئے کہا، "دادی، مجھے چاند کی روشنی سے بہت ڈر لگتا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس میں کوئی پری یا بھوت چھپا ہوتا ہے۔"

دادی مسکرا کر مریم کے قریب آئیں اور کہا، "بیٹی، چاند کی روشنی میں کوئی بھوت یا پری نہیں ہوتی۔ وہ تو صرف تمہیں خوابوں کی دنیا میں لے جانے آتی ہے۔ چاند کی روشنی بہت خوبصورت ہے، اور یہ ہمیں اس دنیا سے آگے کی دنیا دکھاتی ہے۔"

مریم نے حیرت سے دادی کو دیکھا اور پوچھا، "دادی، چاند کی روشنی خوابوں کی دنیا کیسے دکھاتی ہے؟"

دادی نے پیار سے مریم کو گود میں اٹھایا اور کہا، "بیٹی، جب تم چاند کی روشنی کو دیکھو گی، تو تمہیں محسوس ہوگا کہ یہ تمہیں ایک خاص دنیا میں لے جا رہی ہے، جہاں سب کچھ خوبصورت اور رنگین ہے۔ وہاں پر پریاں، جھیلیں، درخت اور پھول ہوتے ہیں، اور ہر چیز کی ایک الگ ہی

خوشبو ہوتی ہے۔ چاند کی روشنی ہمیں سکھاتی ہے کہ دنیا میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے، اس کا راز ہم سے چھپے رہتے ہیں۔"

مریم نے دادی کی باتوں کو غور سے سنا اور سوچا کہ شاید دادی سچ کہہ رہی ہیں۔ پھر اس نے چاند کی روشنی میں جھانکنے کی ہمت کی۔ جیسے ہی اس کی نظر چاند کی چمکدار روشنی پر پڑی، اس نے محسوس کیا کہ وہ کسی جادوی دنیا میں پہنچ چکی ہے۔

چاند کی روشنی نے اس کے دل کو سکون دیا اور اس کے خوف کو دور کر دیا۔ مریم نے محسوس کیا کہ چاند صرف رات کا ساتھی نہیں ہے، بلکہ وہ ایک دوست ہے جو رات کو ہماری رہنمائی کرتا ہے اور ہمیں خوابوں کی دنیا میں لے جاتا ہے۔

مریم نے دادی کا شکریہ ادا کیا اور کہا، "دادی، اب مجھے چاند سے نہیں ڈر لگتا۔ اب میں اسے دوست کی طرح دیکھتی ہوں، جو میری رہنمائی کرتا ہے۔"

دادی نے مریم کو پیار سے گود میں اٹھایا اور کہا، "بیٹی، چاند کی روشنی میں سچائی اور محبت چھپی ہوتی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا کہ روشنی سے ڈرنا نہیں چاہیے، بلکہ اس سے محبت کرنی چاہیے، کیونکہ یہی روشنی تمہیں درست راستہ دکھائے گی۔"

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں خوف سے نہیں بلکہ محبت اور روشنی سے جینا چاہیے۔ جب ہم اپنے خوف کو چھوڑ دیتے ہیں، تو ہمیں حقیقت کا سامنا ہوتا ہے، اور وہ خوف ختم ہو جاتا ہے۔

## کہانی نمبر 44

## عنوان: خوابوں کا درخت

ایک دن ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بچہ رہتا تھا جس کا نام علی تھا۔ علی ایک بہت ہی تجسس سے بھرپور بچہ تھا اور ہمیشہ نئی چیزیں دریافت کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے دوستوں سے سنتا کہ گاؤں کے باہر ایک عجیب درخت ہے جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ خوابوں کا درخت ہے۔ مگر اس درخت کے بارے میں کوئی بھی ٹھوس معلومات نہیں جانتا تھا، بس یہ کہا جاتا تھا کہ جو شخص اس درخت کے نیچے بیٹھ کر سوئے، وہ اپنے خوابوں میں اپنی سب سے بڑی خواہش کو حقیقت بنتا ہوا دیکھتا ہے۔

علی بہت پر جوش ہو گیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس درخت کو ڈھونڈے گا۔ اگلے دن علی اپنے دوست حسن کے ساتھ گاؤں کے باہر نکل آیا۔ وہ دونوں کئی گھنٹوں تک درخت کو تلاش کرتے رہے۔ آخر کار، ایک وادی کے درمیان ایک عجیب و غریب درخت دکھائی دیا۔ درخت کے پتے سونے کی طرح چمک رہے تھے، اور اس کی ٹہنیاں ہلکی سی ہوا میں لرز رہی تھیں جیسے وہ کسی راز کو چھپائے ہوئے ہوں۔

علی اور حسن نے درخت کے نیچے بیٹھ کر باتیں شروع کیں، اور علی نے کہا، "یہ وہی درخت ہے جس کے بارے میں ہم نے سنا تھا۔ لیکن کیا یہ واقعی ہماری خواہشیں پوری کرے گا؟"

حسن نے جواب دیا، "آج ہم جانیں گے۔"

دونوں بچے رات کو درخت کے نیچے سو گئے۔ علی کی آنکھیں بند ہوتے ہی ایک عجیب خواب آیا۔ وہ ایک سنسان جزیرے پر تھا جہاں سب کچھ سونے اور چاندی سے بنے ہوئے تھے۔ وہاں اس نے اپنے دل کی سب سے بڑی خواہش کو دیکھا: وہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسی ایجاد کرنا چاہتا تھا جو لوگوں کی زندگی آسان بنا دے۔

علی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے منصوبے پر کام کر رہا ہے، اور اس کا خواب حقیقت بن رہا ہے۔ وہ خوش تھا کہ اس کے خواب کی تکمیل ہو

رہی تھی۔

اگلے دن علی جاگ گیا اور اپنی آنکھوں کو ملتے ہوئے حسن سے کہا، "حسن، مجھے کچھ عجیب سا خواب آیا۔ مجھے لگتا ہے کہ میں ایک دن واقعی دنیا کے لیے کچھ بڑا کروں گا۔" حسن نے علی کو مسکراتے ہوئے کہا، "شاید یہ خواب کا درخت ہی تھا جس نے تجھے اپنی خواہش دیکھنے کی اجازت دی۔"

علی نے دل میں عہد کیا کہ وہ اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے محنت کرے گا، اور اس کا خواب صرف ایک خواب نہیں رہے گا۔

دونوں بچے درخت کے نیچے کچھ وقت گزارنے کے بعد اپنے گاؤں واپس لوٹ آئے، مگر علی کے دل میں ایک نئی امید اور جذبہ جاگ چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ خواب کبھی بھی صرف خواب نہیں ہوتے، انہیں حقیقت میں بدلنے کی طاقت انسان کے اندر ہی ہوتی ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ خواب دیکھنا ضروری ہے، مگر خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے محنت اور عزم کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی بھی اپنے خوابوں کو چھوٹا نہ سمجھیں، کیونکہ آپ کی محنت اور یقین سے وہ حقیقت بن سکتے ہیں۔

## کہانی نمبر 45

## عنوان: چاند کی مسکراہٹ

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکی رہتی تھی جس کا نام مریم تھا۔ مریم کا دل بہت اچھا تھا، اور وہ ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ اس کی سب سے پسندیدہ چیز چاند تھا۔ وہ رات کو جب بھی چاند آسمان پر چمکتا ہوا نظر آتا، مریم کھڑکی کے قریب جا کر چاند کو دیکھتی اور اس سے باتیں کرتی۔

ایک رات، جب مریم چاند کو دیکھ رہی تھی، اسے ایک عجیب سی روشنی نظر آئی۔ چاند کی روشنی تھوڑی سی چمکدار ہو گئی، اور اس میں سے ایک نرم سی آواز آئی۔

"مریم، تم بہت اچھا کرتی ہو۔ تمہارے دل میں دوسروں کے لیے محبت ہے، اور تمہاری مسکراہٹ میں کوئی خاص بات ہے۔"

مریم نے چونک کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، "کیا تم چاند سے بات کر رہے ہو؟"

چاند نے مسکرا کر کہا، "ہاں، میں ہوں چاند۔ اور تمہاری مسکراہٹ نے مجھے یہاں آنے کا سبب دیا ہے۔"

مریم بہت خوش ہوئی اور بولی، "چاند بھائی، آپ یہاں کیسے آئے؟ اور مجھے کیوں بات کر رہے ہیں؟"

چاند نے نرم سی ہنسی کے ساتھ کہا، "میں ہمیشہ تمہارے آس پاس ہوں، مگر تمہاری مسکراہٹ نے مجھے یہاں بلایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جانو کہ تمہاری مسکراہٹ دنیا کو روشن کر دیتی ہے۔"

مریم نے خوش ہو کر کہا، "لیکن میں تو بس اپنی چھوٹی سی دنیا میں خوش رہتی ہوں، اور دوسروں کی مدد کرتی ہوں۔"

چاند نے کہا، "یہی تمہارا خاصیت ہے، مریم۔ جب تم کسی کو ہنساتے ہو، یا کسی کی مدد کرتی ہو، تو تمہارے اندر جو روشنی ہوتی ہے، وہ پورے آسمان تک پہنچتی ہے۔ تمہیں نہیں معلوم، مگر تمہاری مسکراہٹ سے بہت لوگ خوش ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ میں بھی!"

مریم کو یہ بات بہت عجیب لگی، مگر وہ خوش ہو گئی۔ اس نے چاند سے کہا، "اگر میری مسکراہٹ کسی کی زندگی بدل سکتی ہے، تو میں اور بھی لوگوں کو ہنسنے کی کوشش کروں گی۔"

چاند نے مسکرا کر کہا، "تم جو کچھ بھی کرو، دل سے کرو۔ تمہاری محبت اور حسن دنیا کو بدل سکتے ہیں، اور جب تک تمہاری مسکراہٹ برقرار رہے گی، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں گا۔"

اس کے بعد چاند کی روشنی اور زیادہ چمک گئی، اور پھر وہ آسمان میں بلند ہو گیا۔

مریم نے چاند کو الوداع کہا اور دل میں ایک عہد کیا کہ وہ ہمیشہ اپنے دل کی سن کر دوسروں کے ساتھ محبت اور مسکراہٹ کا اظہار کرے گی، کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کی مسکراہٹ نہ صرف انسانوں کی زندگیوں کو بدل سکتی ہے، بلکہ اس سے اس کا اپنا دل بھی خوش ہوتا ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ چھوٹی سی مسکراہٹ بھی دنیا میں تبدیلی لاسکتی ہے۔ محبت اور اچھائی کا پھیلاؤ سب سے بڑی طاقت ہے، اور جب ہم دل سے کسی کی مدد کرتے ہیں، تو اس سے نہ صرف دوسرے خوش ہوتے ہیں، بلکہ ہماری اپنی زندگی بھی روشن ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 46

## عنوان: جنگل کا خزانہ

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے نزدیک ایک گھنا جنگل تھا۔ گاؤں کے بچے اکثر اس جنگل میں کھیلنے جاتے تھے، مگر وہ جانتے تھے کہ جنگل میں کچھ عجیب و غریب باتیں ہیں۔ بہت سے لوگ یہ کہتے تھے کہ جنگل میں ایک خزانہ دفن ہے، مگر اسے ڈھونڈنا بہت مشکل ہے، کیونکہ وہاں کی زمین بہت کھچک کر ریت کی طرح نرم ہو گئی تھی اور کوئی بھی کچھ تلاش نہ کر پاتا تھا۔

گاؤں میں ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی تھا۔ علی بہت ہمت والا تھا، اور اس کے دل میں ہمیشہ نئی چیزیں سیکھنے کا جذبہ رہتا تھا۔ ایک دن اس نے سوچا کہ وہ جنگل کا خزانہ ضرور تلاش کرے گا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ایک خطرناک سفر ہو سکتا ہے، مگر اس کے اندر چمک تھی اور وہ کبھی ہمت نہیں ہارنے والا تھا۔

علی نے اپنے دوستوں کو بتایا کہ وہ جنگل کا خزانہ تلاش کرنے جا رہا ہے۔ اس کے دوستوں نے اسے روکا، لیکن علی کا حوصلہ بڑھا۔ وہ جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جنگل میں داخل ہوتے ہی علی نے دیکھا کہ درختوں کی چھاؤں میں بہت سی پرندے چمک رہے تھے اور پھولوں کی خوشبو فضا کو مہکا رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے دل میں ایک خوف بھی تھا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کو اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

چند گھنٹے چلنے کے بعد، علی ایک کھچک سی زمین پر پہنچا، جو وہ بہت سننا تھا کہ خزانہ وہاں دفن ہے۔ وہ فوراً مٹی ہٹانے لگا۔ اس نے مٹی کی سطح کو کھودنا شروع کیا اور جیسے ہی اس نے ایک اور گہری سطح کھودنا شروع کیا، اسے ایک سانپ کی آواز سنائی دی۔

علی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا، مگر اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔ اس نے دل میں سوچا، "یہ صرف ایک چیلنج ہے، میں اس سے گھبراؤں گا نہیں۔" وہ دوبارہ کھودنے لگا اور بالآخر ایک بکس نکال لیا۔

جب اس بکسے کو کھولا تو اس میں کوئی سونا چاندی نہیں تھی، بلکہ اس میں ایک خوبصورت کتاب رکھی ہوئی تھی۔ کتاب کی جلد پر ایک عجیب سی تصویر بنائی گئی تھی، جو ایک درخت اور پرندوں کے مناظر کی تھی۔ علی نے کتاب کو اٹھایا اور دل میں سوچا کہ شاید یہ کتاب ہی جنگل کا خزانہ ہے۔

کتاب کو پڑھتے ہوئے علی کو پتہ چلا کہ یہ ایک جادوئی کتاب ہے، جس میں زندگی کے بہترین سبق چھپے ہوئے تھے۔ کتاب کی ہر صفحے پر ایک نئی کہانی تھی، جو علی کو زندگی کی حقیقتوں اور قدروں کے بارے میں سکھاتی تھی۔ علی نے اس کتاب کو اپنے گاؤں واپس لے آیا، اور جب اس نے اپنے دوستوں کو اس کتاب کی باتیں سنائیں، تو سب نے یہ سمجھا کہ اصل خزانہ پیسوں یا سونے میں نہیں بلکہ علم میں ہے۔

علی نے سیکھا کہ زندگی کا اصل خزانہ وہ علم ہے جو انسان کو بہتر بنانے، دوسروں کی مدد کرنے اور محبت کے جذبے کو بڑھانے میں مدد دیتا ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ سب سے بڑا خزانہ وہ علم اور تجربات ہیں جو ہمیں زندگی میں ملتے ہیں۔ جب ہم اپنے دل میں سچائی اور محبت رکھتے ہیں، تو ہم حقیقی خزانے کی حقیقت کو سمجھ پاتے ہیں۔

## کہانی نمبر 47

## عنوان: چاندنی کی روشنی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں کے کنارے ایک خوبصورت جھیل تھی۔ جھیل کی سطح چمکتی ہوئی تھی اور اس کے کناروں پر رنگین پھول کھلے ہوئے تھے۔ گاؤں کے بچے اکثر اس جھیل کے قریب کھیلنے آتے تھے، اور رات کو جب چاندنی جھیل کی سطح پر پڑتی، تو وہ چمک اُٹھتی جیسے جھیل میں ایک قیمتی موتی چھپے ہوں۔

ان بچوں میں ایک لڑکی تھی جس کا نام عائشہ تھا۔ عائشہ بہت خوش مزاج اور ذہین تھی۔ وہ جھیل کے کنارے اکثر بیٹھا کرتی اور چاندنی کی روشنی میں غرق ہو کر سوچتی رہتی۔ وہ ہمیشہ چاندنی کی روشنی میں ایک خاص قسم کی سکونت اور خوشی محسوس کرتی۔ ایک دن عائشہ کی دادی نے اسے بتایا کہ جھیل کے اندر ایک پراسرار روشنی ہے جو صرف اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب چاندنی پوری طرح جھیل کے اوپر پڑتی ہے۔

عائشہ کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی۔ وہ بہت تجسس میں مبتلا ہو گئی اور فیصلہ کیا کہ وہ اس پراسرار روشنی کو تلاش کرے گی۔ رات کا وقت آیا اور چاندنی پوری شدت سے جھیل کی سطح پر پھیل گئی۔ عائشہ جھیل کے کنارے پہنچی اور اس کی نظریں جھیل کے اندر غمگین سی چمک میں غرق ہو گئیں۔

وہ قریب پہنچی اور اچانک اس نے جھیل کے اندر ایک عجیب سا منظر دیکھا۔ جھیل کی گہرائی میں ایک روشنی کی کرن اُبھری اور اس کے ساتھ ایک چھوٹی سی کشتی سطح پر تیرتی ہوئی آئی۔ کشتی میں ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا جس کی آنکھوں میں حکمت اور سکونت کی جھلک تھی۔

بوڑھے آدمی نے عائشہ کو مسکرا کر کہا، "تم نے درست وقت پر یہاں آ کر میرے راز کو تلاش کیا ہے۔ یہ کشتی تمہارے لیے ہے، مگر یاد رکھو، یہ جھیل صرف اس کو اپنی روشنی دکھاتی ہے جو دل سے پاکیزہ اور سچا ہو۔"

عائشہ نے حیرت سے بوڑھے آدمی کی بات سنی اور پوچھا، "آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ جھیل میں یہ روشنی کہاں سے آتی ہے؟"

بوڑھے آدمی نے جواب دیا، "یہ جھیل صرف چاندنی کی روشنی نہیں ہوتی۔ یہ جھیل تمہارے دل کی روشنی کی عکس ہے۔ جب تم اپنے دل میں محبت، سچائی اور سکونت رکھتے ہو، تو یہ جھیل تمہیں اپنی روشنی دکھاتی ہے۔"

عائشہ نے کشتی کو تھاما اور دریا کی طرف روانہ ہو گئی۔ جھیل کی سطح پر اس کی کشتی چمکتی ہوئی چاندنی میں تیرتی رہی۔ جیسے جیسے وہ جھیل کے وسط کی طرف بڑھتی گئی، اس نے محسوس کیا کہ اس کے اندر ایک نیا اعتماد اور سکونت آچکی ہے۔ اس نے جانا کہ یہ صرف چاند کی روشنی نہیں تھی، بلکہ اس کا دل بھی چمک رہا تھا۔

جب عائشہ واپس گاؤں آئی، تو اس نے سب کو بتایا کہ اصل روشنی دل کی ہوتی ہے، اور جب ہم اپنے دل میں محبت اور اچھائی رکھتے ہیں، تو دنیا بھی ہمیں اپنی بہترین روشنی دکھاتی ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ جب ہم اپنے دل میں سچائی اور محبت رکھتے ہیں، تو ہمیں دنیا کی سب سے خوبصورت روشنی ملتی ہے۔ جھیل کی چاندنی کی طرح، یہ روشنی ہمارے اندر ہوتی ہے، بس ہمیں اسے پہچاننا اور اس کی طرف قدم بڑھانا ہوتا ہے۔

## کہانی نمبر 48

## عنوان: گلاب کا خواب

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکا رہتا تھا جس کا نام علی تھا۔ علی بہت محنتی اور خواب دیکھنے والا بچہ تھا، لیکن وہ غریب تھا۔ اس کے پاس کبھی زیادہ پیسے نہیں ہوتے تھے، مگر اس کا دل بہت بڑا تھا۔ علی ہمیشہ سوچتا تھا کہ وہ بڑا آدمی بنے گا اور ایک دن سب کی مدد کرے گا۔

گاؤں کے کنارے ایک خوبصورت باغ تھا جہاں مختلف رنگوں کے گلاب کھلتے تھے۔ ہر روز علی باغ کے پاس سے گزرتا، اور ان گلابوں کی خوشبو اس کے دل کو سکون دیتی۔ لیکن ایک دن جب وہ گلابوں کے قریب آیا، تو اس نے دیکھا کہ وہاں ایک بوڑھی عورت بیٹھ کر روتی ہوئی نظر آئی۔ وہ عورت باغ کے مالک کی ماں تھی، جس کا نام اماں جان تھا۔

علی نے اماں جان سے پوچھا، "آپ کیوں روتی ہیں، اماں جان؟"

اماں جان نے آہ بھری اور کہا، "میرے بیٹے نے یہ باغ میرے لیے چھوڑا تھا، لیکن اب وہ بیمار ہے اور گاؤں کے لوگ آکر گلابوں کو توڑ لیتے ہیں، اس کی وجہ سے باغ کا حال خراب ہو رہا ہے۔"

علی نے دل میں ارادہ کیا کہ وہ اماں جان کی مدد کرے گا۔ وہ سوچنے لگا کہ گلابوں کا کیا حال ہوگا اگر ان کا صحیح خیال رکھا جائے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر باغ کی دیکھ بھال کی جائے تو یہ بہت خوبصورت ہو سکتا ہے اور لوگ بھی ان گلابوں کی قدر کریں گے۔

اگلے دن علی نے اماں جان سے کہا، "اماں جان! میں اس باغ کا خیال رکھوں گا، میں گلابوں کو پانی دوں گا اور ان کی حفاظت کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں، میں اس باغ کو دوبارہ خوشحال بنا دوں گا۔"

اماں جان نے علی کی باتوں پر یقین نہیں کیا، لیکن علی نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ اس نے گلابوں کو پانی دینا شروع کیا، ان کے ارد گرد کی

جھاڑیوں کو صاف کیا، اور ان کے بیچ میں گھاس نکال کر زمین کو نرم کیا۔ علی نے دن رات محنت کی، اور تھوڑے ہی دنوں میں باغ کا منظر بدل گیا۔

گلابوں کے رنگ پھر سے چمکنے لگے، خوشبودار پھل پھیل گئے، اور گاؤں کے لوگ آکر گلابوں کا لطف اٹھانے لگے۔ وہ حیران ہو گئے کہ باغ کی حالت اتنی بہتر کیسے ہو گئی۔

اماں جان نے ایک دن علی کی محنت کو دیکھا اور اس کے دل میں محبت کے جذبات ابھرے۔ اس نے علی سے کہا، "تم نے یہ سب کیسے کیا؟"

علی مسکراتے ہوئے بولا، "اماں جان، میں نے کبھی خواب میں نہیں سوچا تھا کہ گلابوں کا اتنا بڑا راز ہوگا۔ یہ گلاب صرف زمین کے نرم ہونے سے نہیں، بلکہ دل کی محبت سے بھی بڑھتے ہیں۔ جب ہم کسی کام کو محبت سے کرتے ہیں، تو وہ کامیاب ہوتا ہے۔"

اماں جان کی آنکھوں میں آنسو تھے، لیکن یہ خوشی کے تھے۔ اس نے علی کو گلے لگایا اور کہا، "تم نے ثابت کر دیا کہ سچی محنت اور محبت سے سب کچھ ممکن ہے۔"

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ محنت اور محبت کی طاقت سب سے بڑی ہوتی ہے۔ جب ہم اپنے دل سے کچھ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں اور اس میں محبت اور جذبہ ہوتا ہے، تو ہم کسی بھی مشکل کو آسان بنا سکتے ہیں۔ جیسے علی نے گلابوں کو بچایا، ویسے ہی ہم اپنی زندگی کے مشکلات کو محبت سے حل کر سکتے ہیں۔

## کہانی نمبر 49

## عنوان: چاند کی قریبی ملاقات

ایک خوبصورت رات، جب آسمان پر چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، ایک چھوٹے سے گاؤں کے بچے، فاروق اور اس کی بہن مریم، چھت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں چاند کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔

فاروق نے مریم سے کہا، "کاش میں چاند پر جاسکتا، میں وہاں کا منظر دیکھنا چاہتا ہوں!" مریم ہنسی اور بولی، "چاند بہت دور ہے، بھائی! ہم وہاں کیسے جاسکتے ہیں؟"

فاروق نے سوچا اور پھر ایک دن ایک عجیب خیال آیا۔ اس نے مریم کو بتایا، "ہم چاند تک پہنچنے کے لیے ایک راہ تلاش کریں گے!"

اگلے دن فاروق نے اپنی چھوٹی سی ٹوپی، ایک چھڑی اور اپنے جوتے پہن کر ایک پلان بنایا۔ اس نے مریم کو کہا، "ہمیں چاند تک پہنچنے کے لیے ایک خاص راستہ تلاش کرنا ہوگا۔"

مریم کچھ حیران ہوئی لیکن اس نے اپنے بھائی کی بات پر اعتماد کیا اور اس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ دونوں گاؤں سے باہر ایک میدان میں پہنچے جہاں سے چاند صاف دکھائی دیتا تھا۔ فاروق نے کہا، "یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم نے چاند تک پہنچنا شروع کرنا ہے۔"

فاروق نے مریم سے کہا، "ہمیں چاند تک پہنچنے کے لیے جادوئی قدم اٹھانے ہوں گے۔" پھر اس نے چھڑی کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا، "چاند، چاند، ہمیں اپنا دوست بنا لو، ہم تم تک پہنچنے چاہتے ہیں!"

اتنے میں ایک عجیب سا منظر ہوا۔ چاند کی روشنی دھیرے دھیرے ان کے قریب آنے لگی، اور پھر وہ دونوں دیکھتے ہی رہ گئے۔ چاند کی روشنی میں ایک ہلکی سی آواز آئی، "تم دونوں کیوں میرے پاس آنا چاہتے ہو؟"

فاروق نے کہا، "ہم تمہاری روشنی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں، اور ہم تمہاری خوبصورتی کو قریب سے دیکھنا چاہتے ہیں۔"

چاند نے مسکراتے ہوئے کہا، "اچھا، پھر میں تم دونوں کو اپنی روشنی سے کچھ وقت کے لیے ملاتا ہوں، لیکن تمہیں سچائی اور محبت کا پیغام بھی یاد رکھنا ہوگا۔"

چاند کی روشنی اچانک زیادہ تیز ہو گئی اور فاروق اور مریم محسوس کرنے لگے کہ وہ چاند کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے آسمان کے مختلف رنگ دیکھے، اور ان کی آنکھوں میں حیرت بھر گئی۔

چاند نے کہا، "یاد رکھو، محبت اور سچائی سے ہی انسان کو روشنی ملتی ہے۔ جو بھی دل سے اچھا سوچتا ہے، وہ میرے قریب آتا ہے۔"

فاروق اور مریم نے شکر یہ کہا اور واپس زمین پر آ گئے۔ وہ دونوں اپنے خوابوں کی حقیقت سے واقف ہو گئے تھے کہ چاند تک پہنچنا صرف حقیقت نہیں بلکہ دل کی صفائی، محبت اور سچائی کے راستے پر چلنا ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ جو چیزیں ہمیں دوڑ لگتی ہیں، وہ حقیقت میں اتنی دور نہیں ہوتیں۔ اگر ہم اپنے دل میں محبت اور سچائی رکھتے ہیں، تو ہم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں، چاہے وہ چاند ہو یا کوئی اور خواب۔

## کہانی نمبر 50

## عنوان: خوابوں کی کشتی

ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک لڑکی رہتی تھی جس کا نام علیزہ تھا۔ علیزہ کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ اپنے خوابوں کی کشتی بنا کر سمندر کی گہرائیوں میں سفر کرے۔ وہ ہمیشہ آسمان کی طرف دیکھ کر سوچتی تھی، "کاش میں اپنی کشتی پر سوار ہو کر ان دریاؤں کو عبور کر سکوں، جن کا میں نے کتابوں میں پڑھا ہے۔"

ایک دن علیزہ اپنے والد کے ساتھ دریا کنارے جا رہی تھی۔ وہاں اس نے بہت سی کشتیوں کو پانی پر تیرتے ہوئے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ اس نے والد سے پوچھا، "ابا، کیا میں بھی ایک کشتی بنا سکتی ہوں؟"

والد نے ہنستے ہوئے کہا، "بیٹی، کشتی بنانا کوئی آسان کام نہیں۔ مگر اگر تمہارا دل مضبوط ہو اور تمہیں کچھ کر دکھانے کا ارادہ ہو، تو تمہیں کچھ بھی ناممکن نہیں لگے گا۔"

علیزہ نے اپنے والد کی باتوں کو دل سے لگا لیا اور طے کیا کہ وہ خود اپنی کشتی بنائے گی۔ اس نے اپنے چھوٹے سے کمرے میں جا کر کتابوں کا ایک مجموعہ نکالا جس میں کشتیوں کی بناوٹ اور ان کے نقشے تھے۔ رات بھر پڑھنے کے بعد، علیزہ نے ایک نقشہ تیار کیا اور ایک پرانے درخت کی لکڑیوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔

روزانہ وہ لکڑیوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر ان سے کشتی بنانے کی کوشش کرتی۔ گاؤں والے حیران ہو گئے کہ ایک چھوٹی سی لڑکی اتنی محنت سے کشتی بنا رہی ہے۔ لیکن علیزہ نے کبھی ہمت نہیں ہاری۔

مہینوں کی محنت کے بعد آخر کار وہ دن آیا جب علیزہ کی کشتی مکمل ہو گئی۔ یہ کشتی خوبصورت تھی، اس میں رنگین چمکدار پھولوں کے نقوش تھے اور اس کے کناروں پر ایک خوبصورت ڈیزائن تھا۔ علیزہ نے اپنی کشتی کو دریا کی طرف لے جایا، اور دل میں کہا، "اب وقت آ گیا ہے اپنے

خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کا۔"

علیزہ نے کشتی کو پانی میں ڈالا اور اس میں بیٹھ گئی۔ کشتی پانی میں تیرنے لگی اور علیزہ نے خوش ہو کر دیکھا کہ اس کی محنت اور عزم نے اس کے خواب کو حقیقت میں بدل دیا تھا۔ سمندر کی لہریں اس کی کشتی کو آہستہ آہستہ آگے بڑھا رہی تھیں۔

علیزہ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا، "یہ میری کامیابی ہے، لیکن یہ صرف میرے خوابوں کی پہلی منزل ہے۔"

پانی کی گہرائیوں میں سفر کرتے ہوئے علیزہ نے اپنے اندر ایک نیا جذبہ محسوس کیا۔ اس نے سیکھا کہ اگر انسان کے دل میں خواب ہوں، اور اگر وہ اپنے خوابوں کو حقیقت بنانے کی جدوجہد کرے، تو کامیابی اس کا پیچھا کرتی ہے۔

---

اختتام:

یہ کہانی ہمیں سکھاتی ہے کہ خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے عزم، محنت اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے خوابوں کے پیچھے سچے دل سے لگ جائیں، تو کسی بھی راہ میں آنے والی مشکلات ہمارے خوابوں کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

## کہانی نمبر 51

## عنوان: اڑنے والی پنسل

حسن ایک ننھا بچہ تھا جسے تصویریں بنانا بہت پسند تھا۔ اس کے پاس ایک خاص پنسل تھی، جو اس کی نانی اماں نے اسے دی تھی۔ نانی اماں نے کہا تھا، "یہ پنسل تب اڑتی ہے جب تم دل سے کچھ اچھا سوچو۔"

ایک دن حسن نے آسمان پر اڑتے پرندوں کو دیکھا اور سوچا، "کاش میری پنسل بھی اڑ سکے!" اچانک پنسل نے روشنی بکھیری اور ہوا میں اڑنے لگی۔ حسن حیرت سے اچھل پڑا۔

پنسل نے فضا میں ایک خوبصورت قوس قزح بنائی، جس پر بچے جھولنے لگے۔ حسن نے سیکھا کہ تخیل کی طاقت سے عام چیزیں بھی جادو بن سکتی ہیں۔

---

## کہانی نمبر 52

## عنوان: بولتا ہوا درخت

زینب کو پودے لگانے کا شوق تھا۔ ایک دن اس نے اپنے صحن میں ایک چھوٹا سا پودا لگایا۔ روز اس سے باتیں کرتی، پانی دیتی اور گانے سناتی۔

کئی ہفتے بعد پودا درخت بن گیا۔ ایک دن زینب نے سنا، "شکریہ، زینب!"  
وہ حیران ہو گئی۔ آواز درخت کی تھی!  
درخت نے کہا، "تمہاری محبت نے مجھے زندگی دی۔"

زینب نے جانا کہ محبت اور خیال رکھنے سے فطرت بھی زندہ ہو جاتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 53

## عنوان: روشنی کا جگنو

فرحان اندھیرے سے ڈرتا تھا۔ ایک رات بجلی چلی گئی اور وہ ڈر کے مارے کبل میں چھپ گیا۔ اچانک ایک جگنو آیا اور بولا، "میں روشنی ہوں، تمہارے خوف کو کم کر سکتا ہوں۔"

فرحان نے جگنو کی روشنی کا پیچھا کیا اور اندھیرے میں بھی دنیا کی خوبصورتی دیکھی۔ اسے سمجھ آیا کہ روشنی باہر نہیں، انسان کے اندر ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 54

## عنوان: وقت کی گھڑی

ندیم کو ہر کام میں دیر لگتی تھی۔ ایک دن اس نے ایک پرانی گھڑی دیکھی جو بول پڑی، "اگر تم وقت کی قدر نہیں کرو گے تو وقت تمہیں بھول جائے گا۔"

گھڑی نے ندیم کو ماضی، حال اور مستقبل دکھائے۔ ندیم نے دیکھا کہ اس کی سستی کیسے اس کے خوابوں کو روک رہی ہے۔ اس دن کے بعد ندیم وقت کا پابند ہو گیا۔

---

## کہانی نمبر 55

## عنوان: کھلونے کی عدالت

ایمن اپنے کھلونوں کو توڑ دیتی تھی۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ وہ ایک عدالت میں ہے جہاں اس کے کھلونے جج بنے بیٹھے تھے۔  
ٹڈی، گڑیا، اور روبوٹ نے شکایت کی، "ہمیں پیار نہیں ملتا، ہمیں توڑا جاتا ہے!"

ایمن روپڑی اور معافی مانگی۔ جب آنکھ کھلی، اس نے اپنے سب کھلونوں کو صاف کیا، مرمت کی اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے لگی۔

## کہانی نمبر 56

### عنوان: تتلی کا پیغام

نایاب کو تتلیاں بہت پسند تھیں۔ وہ ہر روز باغ میں جا کر تتلیوں کے پیچھے بھاگتی۔ ایک دن ایک نیلی تتلی اس کے کندھے پر آ بیٹھی اور بولی،  
"اگر تم ہمیں پکڑو گی، ہم مرجائیں گی۔ لیکن اگر تم ہمیں دیکھ کر مسکراؤ گی، ہم ہمیشہ لوٹیں گی۔"

نایاب نے سمجھا کہ حسن کو قید نہیں کیا جاتا، بلکہ دیکھا اور محسوس کیا جاتا ہے۔ اب وہ تتلیوں کو آزاد دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔

---

## کہانی نمبر 57

## عنوان: بولتا ہوا بیگ

ریحان اسکول کا ہوم ورک نہیں کرتا تھا۔ ایک دن اس کا اسکول بیگ بول پڑا، "میں تھک گیا ہوں تمہارے بہانوں سے! کتابیں بھی روتی ہیں کہ تم انھیں نہیں کھولتے۔"

ریحان چونک گیا۔ اس رات وہ دیر تک پڑھتا رہا، اور اگلے دن جب بیگ نے ہنستے ہوئے کہا، "شاباش، اب تم میرے سچے ساتھی ہو!" ریحان کو احساس ہوا: علم سے دوستی سب سے قیمتی رشتہ ہے۔

---

## کہانی نمبر 58

## عنوان: چھوٹا بادشاہ

آرین کھیل میں ہمیشہ حکم چلاتا۔ دوست ناراض ہو کر کھیل چھوڑ گئے۔ آرین نے اکیلے بیٹھ کر سوچا، "میں بادشاہ ہوں، لیکن میری سلطنت میں کوئی رعایا ہی نہیں!"

اگلے دن اس نے سب دوستوں سے معافی مانگی اور بولا، "آج سب اپنی مرضی سے کھیلیں گے!" تب آرین کو پتا چلا کہ اصل بادشاہ وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو خوش رکھے، نہ کہ حکم چلائے۔

---

## کہانی نمبر 59

## عنوان: خوشبو کا راز

ماہم کے باغ میں ایک خاص پھول تھا جو صرف رات کو کھلتا اور خوشبو پھیلاتا۔ ماہم نے پوچھا، "تم دن میں کیوں نہیں مہکتے؟"

پھول نے مسکرا کر جواب دیا، "سچی خوشبو وہی ہے جو اندھیرے میں بھی روشنی لائے۔"

ماہم نے سیکھا کہ اصل خوبصورتی دوسروں کے لیے بننے میں ہے، اور نیکی کبھی وقت کا محتاج نہیں ہوتی۔

---

## کہانی نمبر 60

## عنوان: چمکتا ہوا جوتا

علی ہمیشہ اپنے پرانے جوتے کی شکایت کرتا۔ ایک دن جوتے نے کہا، "میں نے تمہارے ساتھ بارش دیکھی، دوڑ لگائی، اسکول جیتا... اور تم مجھے بھول گئے؟"

علی شرمندہ ہو گیا۔ اس نے جوتے کو صاف کیا، پالش کی اور فخر سے پہنا۔ اب وہ جان گیا کہ شکرگزاری سب سے قیمتی خوبی ہے۔

## کہانی نمبر 61

## عنوان: گانا گاتی مچھلی

سمندر کے نیچے ایک چھوٹی مچھلی تھی جو گانا گاتی تھی، لیکن بڑی مچھلیاں اسے چپ کر دیتیں۔ "یہ تمہارا کام نہیں!" وہ کہتیں۔

ایک دن انسانوں کی ایک کشتی پانی میں گر گئی۔ اس مچھلی نے اپنی آواز سے باقی مچھلیوں کو بلایا اور سب نے مل کر کشتی کو اٹھایا۔

سب نے تالیاں بجائیں۔ تب بڑی مچھلیاں بولیں، "تمہاری آواز نے ہمیں بچایا۔"

مچھلی نے کہا، "ہر آواز کی اپنی جگہ اور قیمت ہوتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 62

### عنوان: لکڑی کا دل

زید ایک بڑھئی کا بیٹا تھا۔ وہ ہر دن لکڑی سے چیزیں بناتا، لیکن ہمیشہ اپنی محنت سے تھک جاتا۔

ایک دن اس نے لکڑی کا ایک دل بنایا اور کہا، "کاش اس میں جان ہوتی، تو میری تھکن سمجھتا!"

اگلی رات خواب میں لکڑی کا دل بولا، "محنت کا دل کبھی کمزور نہیں ہوتا۔ تم جو کچھ بنا رہے ہو، وہ آنے والے کل کا خواب ہے۔"

زید کی آنکھ کھلی، اور وہ ہنستے ہوئے کام میں لگ گیا۔

---

## کہانی نمبر 63

## عنوان: آسمانی جھولا

ماہم کو چاند بہت پسند تھا۔ ایک دن وہ بولی، "کاش میں چاند تک جھولا لگا سکوں۔"

اگلے دن اس نے رسیوں سے ایک جھولا بنایا، درختوں کے بیچ لگایا، اور نیچے لیٹ کر آسمان دیکھنے لگی۔

اسے لگا جیسے وہ چاند تک جھول رہی ہو۔ تب اسے سمجھ آیا: خواب وہی ہوتے ہیں جو دل میں جھولتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 64

## عنوان: ضدی بادشاہ

ایک چھوٹے سے ملک میں ایک بچہ بادشاہ بن گیا۔ وہ ہر چیز اپنی مرضی سے کرتا۔ "مجھے سب نیلا رنگ پسند ہے!" اس نے حکم دیا، اور پورا محل نیلا ہو گیا۔

پھر اسے نیلا کھانا، نیلا پانی، نیلے کپڑے دیکھ کر بیزار ہوئے لگی۔ تب ایک دانا بولا، "خوشی تب آتی ہے جب رنگوں کی دنیا میں توازن ہو۔"

بادشاہ نے سیکھا، ضد سے نہیں، سمجھ سے حکومت کی جاتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 65

## عنوان: خاموش گھڑی

فہد کی گھڑی بند ہو گئی۔ وہ ناراض ہوا اور اسے دراز میں رکھ دیا۔

کئی دن بعد، اس نے گھڑی نکالی اور اسے چابی دی، تو وہ چلنے لگی۔ تب گھڑی بولی، "میں ہمیشہ چلنا چاہتی تھی، بس مجھے ذرا سا وقت اور توجہ چاہیے تھی۔"

فہد مسکرایا اور کہا، "جیسے گھڑی کو چابی، ویسے ہی دوستی کو وقت چاہیے ہوتا ہے۔"

## کہانی نمبر 66

## عنوان: رنگ بدلتا گلہری بادشاہ

ایک جنگل میں ایک گلہری بادشاہ تھا جو ہر روز اپنا رنگ بدلتا۔ کبھی سبز، کبھی نیلا، کبھی پیلا۔ جانور حیران رہ جاتے۔

لیکن ایک دن گلہری بیمار ہو گئی۔ کوئی پہچان نہ پایا کہ یہ ان کا بادشاہ ہے، کیونکہ اب وہ سادہ بھوری ہو گئی تھی۔

تب بادشاہ نے سیکھا، "رنگوں سے نہیں، پہچان کردار سے بنتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 67

## عنوان: اُڑنے والی سائیکل

ریحان سائیکل پر بیٹھ کر سوچا کرتا، "کاش یہ اُڑ سکتی!"  
ایک دن اس نے پتھے، کاغذ اور پر لگائے اور تجربہ کرنے لگا۔

سب بچے ہنسے، مگر اس نے ہار نہ مانی۔ کئی کوششوں کے بعد، ایک دن اس کی سائیکل تھوڑا سا اُڑ گئی!

ریحان خوشی سے چلا یا، "کامیابی پہلی اُڑان میں نہیں، مسلسل کوشش میں ہوتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 68

## عنوان: کھویا ہوا سایہ

ایک دن ننھی عائشہ نے دیکھا کہ اس کا سایہ غائب ہو گیا!  
وہ پریشان ہو گئی، "میرا دوست کہاں چلا گیا؟"

اس نے اسے ڈھونڈنے نکل پڑی، درختوں، پانی، دیواروں پر... بالآخر رات کو، جب چاند نکلا، تو سایہ واپس آ گیا۔

سایہ بولا، "میں تمہارے ساتھ ہی تھا، بس تم نے روشنی سے منہ موڑ لیا تھا۔"

---

## کہانی نمبر 69

## عنوان: آوازوں کا جنگل

ایک جنگل تھا جہاں ہر جانور کی آواز بدل گئی تھی۔ ہاتھی میاؤں کرتا، چڑیا ڈھول بجاتی، اور بندر سیٹی بجاتے۔

سب الجھ گئے۔ تب ایک چپ چاپ کچھوا بولا، "ہمیں اپنی اصل آواز پہچانی ہوگی۔"

جب سب نے اپنی اصل آواز میں بات کی، جنگل پھر سے خوشی سے گونج اٹھا۔

---

## کہانی نمبر 70

### عنوان: قلم کا کمال

احمد کے پاس ایک پرانا سا قلم تھا۔ سب کہتے یہ بیکار ہے۔

لیکن احمد اسی قلم سے تصویریں بناتا، کہانیاں لکھتا، نظمیں گاتا۔ اس کے الفاظ بچوں کے دل کو چھونے لگے۔

ایک دن اسکول کے میلے میں اسی قلم کی تحریر کو انعام ملا۔

تب سب نے کہا، "قلم چاہے کیسا بھی ہو، لکھنے والا سچا ہو تو کمال ہو جاتا ہے!"

## کہانی نمبر 71

## عنوان: چمکتے جوتے

فرحان کے جوتے بہت پرانے اور پھٹے ہوئے تھے۔ مگر وہ روزانہ کو صاف کر کے اسکول جاتا، جیسے وہ دنیا کے سب سے قیمتی جوتے ہوں۔

ایک دن اسکول میں صفائی مقابلہ ہوا۔ سب بچوں نے اپنے شوز دکھائے، مگر فرحان کے جوتے سب سے صاف تھے۔

استاد نے کہا، "اصل خوبصورتی قیمت میں نہیں، خیال رکھنے میں ہے۔"

---

## کہانی نمبر 72

## عنوان: آسمانی پتنگ

مریم ایک آسمانی رنگ کی پتنگ بناتی تھی، اور دعا کرتی، "میری پتنگ سب سے اونچی اڑے۔"

ایک دن ہوا رک گئی۔ سب پتنگیں گرنے لگیں، مگر مریم نے دھاگے کو ڈھیلا کر کے اپنی پتنگ کو آہستہ آہستہ واپس بلایا۔

سب حیران رہ گئے۔ مریم بولی، "جیت ہمیشہ بلندی میں نہیں، سمجھ داری میں ہوتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 73

## عنوان: خاموش گھڑی

عدنان کو ایک خاموش گھڑی ملی جس میں نہ ٹک ٹک تھی، نہ الارم۔  
وہ بولا، "یہ گھڑی تو بیکار ہے!" لیکن دادا ابو نے کہا، "یہ وقت کی قدر سکھاتی ہے، آواز سے نہیں، احساس سے۔"

عدنان نے سیکھا کہ وقت کا احترام کرنا آواز سے نہیں، عمل سے ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 74

## عنوان: رنگوں کا چشمہ

نایاب کو دنیا سادہ اور بیرنگ لگتی تھی۔ ایک دن اسے ایک پرانا چشمہ ملا۔  
جب اس نے پہنا، ہر چیز خوبصورت نظر آنے لگی۔

لیکن جلد ہی وہ جان گئی کہ چشمہ نہیں بدلا، بلکہ اس کی سوچ بدل گئی تھی۔ وہ بولی، "جب نظر میں خوشی ہو، ہر رنگ روشن لگتا ہے۔"

---

## کہانی نمبر 75

## عنوان: دوستی کا درخت

فہد اور علی ایک درخت کے نیچے روز بیٹھتے، باتیں کرتے، خواب بنتے۔ ایک دن فہد کا خاندان شہر چلا گیا۔

علی اکیلا ہو گیا، مگر روز آ کر درخت کے نیچے بیٹھتا۔ کئی سال بعد فہد واپس آیا، درخت بھی وہیں تھا، دوستی بھی۔

درخت جیسے دوستی کی جڑیں، وقت کے ساتھ گہری ہوتی ہیں۔

## کہانی نمبر 76

## عنوان: بادلوں کی سواری

عمر کا خواب تھا کہ وہ ایک دن بادلوں پر سوار ہو کر آسمان کی سیر کرے۔ ایک دن اس نے چھت پر ایک تختہ رکھا، اس پر گتے کے پر لگائے، اور آنکھیں بند کر کے تصور میں اڑ گیا۔

وہ بولا، "میں نے بادلوں کی سواری کر لی، کیونکہ خواب اُن کے محتاج نہیں ہوتے، جذبے کے ہوتے ہیں۔"

---

## کہانی نمبر 77

## عنوان: درخت کا خط

مدیحہ روز درخت کے نیچے بیٹھتی اور اس کی چھاؤں میں پڑھتی۔ ایک دن درخت پر ایک پتا جھڑ کر نیچے گرا، اس پر لکھا تھا: "شکریہ کہ تم روز میرے پاس آتی ہو۔"

مدیحہ حیران ہوئی، مگر سمجھ گئی: "قدرت بھی ہماری محبت کو محسوس کرتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 78

### عنوان: گمشدہ تتلی

ایک چھوٹی سی تتلی راستہ بھٹک گئی۔ وہ ایک پھول سے دوسرے پھول پر جا رہی تھی، مگر اپنے باغ تک واپس نہ پہنچ سکی۔

ایک بچی نے اسے اپنے باغ میں رکھا، پھول اگائے اور تتلی کو محبت دی۔ تتلی نے شکرا ادا کیا، "محبت جہاں ہو، وہیں گھر ہوتا ہے۔"

---

## کہانی نمبر 79

## عنوان: چمکتا ہوا پتھر

عدیل کو ندی کنارے ایک پتھر ملا جو سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ اس نے سب کو دکھایا مگر کسی نے توجہ نہ دی۔

دادا ابو بولے، "یہ عام پتھر ہے، لیکن تم نے اسے خاص اس لیے سمجھا کہ تم نے غور سے دیکھا۔"

عدیل کو سمجھ آ گیا، "اصل خزانہ دیکھنے کے انداز میں ہے۔"

---

## کہانی نمبر 80

### عنوان: ہنسی کا جادو

ہادیہ جب ہنستی، پورا محلہ روشن ہو جاتا۔ ایک دن سب ادا س تھے، بارش ہو رہی تھی، بجلی چلی گئی۔

ہادیہ نے سب بچوں کو کہانیاں سنائیں، سب کو ہنسا دیا۔ دادی بولیں، "بیٹا، تمہاری ہنسی تو اندھیرے میں چراغ کی طرح ہے۔"

## کہانی نمبر 81

## عنوان: رنگوں کا سفر

رفیع کو رنگوں سے بہت محبت تھی۔ ایک دن اس نے ایک خوبصورت رنگین چھڑی خریدی اور کہا، "میں ان رنگوں کو دنیا کے ہر کونے تک لے جاؤں گا۔"

رفیع نے جب بھی کسی کو رنگین دیکھا، وہ رنگین چھڑی سے اُسے رنگین کر دیتا، اور اس کا چہرہ خوش ہو جاتا۔

"خوشی کا رنگ دل سے نکلتا ہے، رفیع نے سیکھا۔"

---

## کہانی نمبر 82

### عنوان: چمچماتی روشنی

سنا تھا کہ چاندنی رات میں ایک خاص قسم کی روشنی چمکتی ہے۔ ایک دن علی نے وہ روشنی دیکھی، جو زمین سے آسمان تک پھیل رہی تھی۔

اس نے اپنے دوستوں سے کہا، "روشنی صرف چاند سے نہیں، دلوں سے بھی چمکتی ہے، جب ہم محبت بانٹتے ہیں۔"

---

## کہانی نمبر 83

## عنوان: شجاعت کی سرحد

شاہین کا خواب تھا کہ وہ ایک دن سورج کی روشنی تک پہنچے گا۔ ایک دن جب وہ درختوں کی چھاؤں میں کھیل رہا تھا، ایک بلی نے آکر اسے ڈرا دیا۔

شاہین نے دل میں عزم باندھ لیا اور بلی سے کہا، "جب تک حوصلہ نہ ہو، کوئی خوف نہیں ہوتا۔"

---

## کہانی نمبر 84

### عنوان: غم کا گلاب

طیبہ نے ایک دن کھلتے ہوئے گلابوں کو دیکھا اور انہیں چن لیا۔ مگر وہ گلاب بہت خوشبودار تھے اور تھوڑی دیر بعد مرجھا گئے۔

طیبہ نے اپنی ماں سے پوچھا، "غم کیسے ختم ہو سکتا ہے؟"

ماں نے کہا، "غم بھی گلاب کی طرح ہوتا ہے، کچھ وقت کے بعد ختم ہو جاتا ہے، مگر اس کی خوشبو یاد رہتی ہے۔"

---

## کہانی نمبر 85

## عنوان: بادل کی موسیقی

نینب ہمیشہ بادلوں کو گانے والے سمجھتی تھی۔ ایک دن جب بارش ہوئی، وہ بادلوں کے قریب جا پہنچی اور پوچھا، "کیا تم گانے گاتے ہو؟"

بادلوں نے جواب دیا، "ہمیں خاموشی پسند ہے، مگر جب تمہارا دل کھلتا ہے، ہم بھی گانے گاتے ہیں۔"

## کہانی نمبر 86

## عنوان: ہمت کی روشنی

عائشہ نے ایک دن ایک پرانا لیمپ پایا۔ وہ اسے چکانے کی کوشش کرتی رہی، مگر وہ روشن نہ ہو سکا۔ پھر عائشہ نے دل میں سوچا، "جب تک ہم خود اندر سے روشن نہ ہوں، باہر کی روشنی بھی نہیں چمک سکتی۔" اس نے اس لیمپ کی جھلک دیکھ کر ہمت اور عزم کی روشنی خود میں پیدا کی۔

## کہانی نمبر 87

## عنوان: رنگوں کی دنیا

کریم ایک دن خواب میں رنگوں کی دنیا میں جا پہنچا۔ وہاں ہر رنگ کا اپنا ایک قصہ تھا۔ سرخ رنگ نے کہا، "میں محبت ہوں، جو دلوں کو جوڑتا ہوں۔" نیلا رنگ بولا، "میں سکون ہوں، جو پریشانی کو دور کرتا ہوں۔" کریم نے سیکھا کہ ہر رنگ کی اپنی اہمیت ہے، اور زندگی بھی رنگوں کی طرح حسین ہے۔

---

## کہانی نمبر 88

## عنوان: زمین کا راز

تیمور ایک دن کھیتوں میں کھیل رہا تھا کہ اسے زمین کے اندر سے ایک آواز آئی۔ وہ کھود کر ایک چھوٹا سا خزانہ نکال لایا۔ خزانے میں سونا نہیں تھا، بلکہ ایک پرانی کتاب تھی۔ کتاب نے کہا، "اصل خزانہ وہ علم ہے جو دلوں کو روشن کرتا ہے۔" تیمور نے سیکھا کہ سب سے بڑا خزانہ علم ہے۔

---

## کہانی نمبر 89

## عنوان: پرندے کا خواب

آمنہ ایک دن ایک پرندے کو دیکھ کر اس سے پوچھنے لگی، "تم اتنی دور تک کیسے اڑ پاتے ہو؟" پرندہ بولا، "میں اپنے خوابوں کو پر بناتا ہوں اور انہیں حقیقت میں بدل دیتا ہوں۔" آمنہ نے دل میں کہا، "اگر میں اپنے خوابوں کو اپنے پر بناؤں، تو میں بھی پرندے کی طرح آزاد ہو سکتی ہوں۔"

---

## کہانی نمبر 90

## عنوان: چاند کا پیغام

ایک رات جب یوسف چاند کی طرف دیکھ رہا تھا، چاند نے اسے اپنی چمک سے اشارہ کیا۔ یوسف نے کہا، "چاند، تم اتنی دور سے کیسے روشنی پھیلاتے ہو؟" چاند نے جواب دیا، "میں کبھی بھی اپنی روشنی کا انتظار نہیں کرتا، میں ہمیشہ اپنا راستہ خود بناتا ہوں۔" یوسف نے سیکھا کہ ہمیں اپنی روشنی خود بنانی ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 91

## عنوان: درخت کی حکایت

کسی زمانے میں ایک درخت تھا جو بہت بڑا اور قدیم تھا۔ ایک دن ایک بچہ اس درخت کے نیچے کھیلنے ہوئے اس سے پوچھا، "تم اتنے قدیم کیسے ہو؟" درخت نے کہا، "میں نے اپنی جڑوں کو مضبوط کیا، تب جا کر میں اتنی بلند ہوا۔" بچے نے سیکھا کہ کامیابی کے لئے مضبوط بنیادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 92

## عنوان: چمکتے ستارے

بشری رات کو چھت پر بیٹھی تھی اور آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا، "یہ ستارے تو بہت دور ہیں، کیا یہ کبھی زمین تک آئیں گے؟" اس کے والد نے کہا، "یہ ستارے کبھی زمین تک نہیں آ سکتے، مگر ان کی چمک ہمیں ہمیشہ رہنمائی دیتی ہے۔" بشری نے سیکھا کہ ہمیں اپنی روشنی کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے محنت کرنی چاہیے۔

---

## کہانی نمبر 93

## عنوان: خوابوں کا پتال

سلیم ایک دن خوابوں کی دنیا میں جا پہنچا جہاں ہر خواب کا اپنا ایک راستہ تھا۔ سلیم نے ان راستوں پر چلتے ہوئے سیکھا کہ خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کے لیے صبر اور محنت ضروری ہے۔ جب سلیم واپس آیا تو اس نے اپنے خوابوں کو حقیقت میں تبدیل کرنے کا عزم کر لیا۔

---

## کہانی نمبر 94

## عنوان: چھوٹا سا جزیرہ

کاشف ایک جزیرے پر جا پہنچا جس کا نام "حمت کا جزیرہ" تھا۔ وہاں کا ہر فرد اپنی مشکلات سے لڑ کر جیت چکا تھا۔ کاشف نے ایک پرانے آدمی سے پوچھا، "یہ جزیرہ اتنا خوشحال کیوں ہے؟" آدمی نے کہا، "یہ سب ہماری ہمت اور عزم کا نتیجہ ہے۔" کاشف نے سیکھا کہ مشکلات کا مقابلہ کرنے سے ہی کامیابی ملتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 95

## عنوان: روشنی کی تلاش

زہرا ہمیشہ اپنے کمرے میں تاریکی میں بیٹھی رہتی تھی۔ ایک دن ایک دوست نے اسے باہر آکر سورج کی روشنی میں چلنے کی دعوت دی۔ زہرا نے کہا، "میرے پاس تو روشنی نہیں ہے۔" دوست نے کہا، "روشنی اندر سے آتی ہے، بس تمہیں اسے تلاش کرنا ہوتا ہے۔" زہرا نے سیکھا کہ سچی روشنی دل میں ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 96

## عنوان: دل کی آواز

ایک دن نایاب نے اپنے دل کی آواز سننے کی کوشش کی۔ وہ جب بھی کوئی فیصلہ کرتی، اسے لگتا کہ دل میں ایک نرم سی آواز آتی ہے جو اسے راستہ دکھاتی ہے۔ ایک دن اس نے دل کی آواز پر عمل کیا اور وہ کامیاب ہو گئی۔ نایاب نے سیکھا کہ جب انسان اپنے دل کی سننے کی کوشش کرتا ہے، تو زندگی کے راستے روشن ہو جاتے ہیں۔

## کہانی نمبر 97

## عنوان: ہاتھی اور چھوٹے جانور

ایک ہاتھی جنگل میں گزر رہا تھا اور اس کے راستے میں ایک چھوٹا سا جانور آگیا۔ ہاتھی نے اس پر قدم رکھنا چاہا، مگر چھوٹے جانور نے اسے روکا اور کہا، "میری زندگی بھی قیمتی ہے۔" ہاتھی نے اس کی بات سنی اور قدم پیچھے کر لیا۔ ہاتھی نے سیکھا کہ زندگی کا ہر جاندار اہم ہے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

---

## کہانی نمبر 98

## عنوان: محبت کا پیغام

عائشہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے گاؤں کے لوگوں کو محبت اور انسانیت کا پیغام دیتے ہوئے کہا، "ہم سب ایک دوسرے کے لیے ہیں، اگر ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت سے پیش آئیں گے تو دنیا کا رنگ بدل جائے گا۔" عائشہ کے اس پیغام نے پورے گاؤں کو تبدیل کر دیا، اور لوگوں نے ایک دوسرے سے محبت کرنا شروع کر دیا۔

---

## کہانی نمبر 99

## عنوان: پرندے کا خواب

ایک پرندہ ہمیشہ آسمان پر اڑنے کا خواب دیکھتا تھا، لیکن وہ اپنے پروں کی طاقت پر شک کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی طاقت پر اعتماد کیا اور آسمان میں بلند ہو گیا۔ پرندے نے سیکھا کہ اگر انسان یا پرندہ اپنی صلاحیتوں پر یقین کرے تو وہ آسمانوں تک پہنچ سکتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 100

## عنوان: دریا کی کہانی

ایک دریا ہمیشہ اپنی گہرائی کے بارے میں سوچتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کی گہرائی سے ہی اس کی اہمیت ہے۔ ایک دن ایک مچھلی نے کہا، "دریا کی حقیقت اس کی گہرائی نہیں، اس کا پانی ہے جو سب کی ضرورت ہے۔" دریا نے سیکھا کہ اس کی حقیقت اس کے دل کی وسعت میں ہے، نہ کہ اس کی گہرائی میں۔

---

## کہانی نمبر 101

## عنوان: بندر اور درخت کی دوستی

ایک دن ایک بندر درخت کی ایک ٹہنی پر جھول رہا تھا۔ اچانک ٹہنی نے اس سے کہا، "ہوشیار رہنا، کہیں تم میری ٹہنی سے گرنہ جاؤ!" بندر نے ہنستے ہوئے کہا، "تم میری مدد کرتے ہو، پھر تمہیں مجھ سے کیوں ڈرنا ہے؟" درخت نے کہا، "میں تمہاری مدد کرتا ہوں، مگر تمہیں بھی میری حفاظت کرنی چاہیے۔" دونوں نے یہ سیکھا کہ دوستی اور مدد کا تعلق ایک دوسرے کی حفاظت سے ہے۔

---

## کہانی نمبر 102

## عنوان: بلی اور چوہے کا معاہدہ

ایک بلی اور چوہا ایک دن آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ بلی نے کہا، "ہم دونوں ایک دوسرے سے ہمیشہ لڑتے رہتے ہیں، مگر ہم دونوں کی زندگی میں کیا معنی ہے؟" چوہا تھوڑی دیر سوچ کر بولا، "شاید ہم دونوں کا کام ایک دوسرے کے ساتھ رہنا اور ایک دوسرے سے سیکھنا ہے۔" پھر بلی اور چوہے نے ایک معاہدہ کیا کہ وہ آپس میں لڑنے کے بجائے ایک دوسرے کے دوست بنیں گے۔

---

## کہانی نمبر 103

## عنوان: پھولوں کی سرگوشی

ایک دن پھولوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کیں۔ ایک پھول نے دوسرے سے کہا، "ہم سب ایک دوسرے سے اتنے مختلف ہیں، پھر بھی ہم سب ایک ہی باغ میں کھلتے ہیں۔" دوسرا پھول بولا، "ہم سب کی خوشبو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک نئی خوشبو بناتی ہے، اور یہ خوشبو دنیا بھر میں پھیل جاتی ہے۔" پھولوں نے سیکھا کہ تنوع میں ہی خوبصورتی ہے اور اختلافات کے باوجود ہم سب کی اہمیت ہے۔

---

## کہانی نمبر 104

## عنوان: چچ اور کانچ کی لڑائی

چچ اور کانچ ایک بار ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ چچ نے کہا، "میں زیادہ مضبوط ہوں، میری مدد سے لوگ کھانا کھاتے ہیں!" کانچ نے جواب دیا، "تمہاری مدد سے صرف کھانا کھایا جاتا ہے، مگر میری مدد سے لوگ کھانے کا لطف اٹھاتے ہیں۔" دونوں نے سیکھا کہ دونوں کی اہمیت مختلف ہے، اور ہر چیز کا اپنا مقام ہے۔

---

## کہانی نمبر 105

## عنوان: پانی اور مٹی کا راز

پانی اور مٹی آپس میں بات کر رہے تھے۔ پانی نے کہا، "تم ہمیشہ مجھے روکتے ہو اور میری روانی میں رکاوٹ ڈالتے ہو۔" مٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "اگر میں تمہیں تھاموں نہ، تو تم کہیں بھی جاسکتے ہو، مگر تمہاری طاقت کو ہم نے روکا ہے تاکہ تمہاری شکل بن سکے۔" دونوں نے سیکھا کہ رکاوٹیں ہمیشہ نقصان دہ نہیں ہوتیں، کبھی کبھار وہ ہماری طاقت کو نکھارتی ہیں۔

---

## کہانی نمبر 106

## عنوان: دودھ اور شہد کی ملاقات

دودھ اور شہد ایک دن آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ دودھ نے کہا، "میرے بغیر لوگ کھانے کو مکمل نہیں سمجھتے۔" شہد نے مسکرا کر کہا، "مگر میری مٹھاس سے ہی کھانے کا مزہ بڑھتا ہے۔" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں توازن ضروری ہے، کبھی زیادہ مٹھاس بھی نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 107

## عنوان: چچ اور چھری کی بحث

چچ اور چھری آپس میں بحث کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "میرے بغیر کھانا نہیں کھایا جاسکتا۔" چھری نے جواب دیا، "تم کھانے کو لے آتے ہو، مگر میں اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھانے لائق بناتی ہوں۔" دونوں نے سیکھا کہ ہر چیز کا اپنا کردار ہوتا ہے اور کسی بھی کام کو مکمل کرنے کے لیے ہر چیز کی اہمیت ہے۔

---

## کہانی نمبر 108

## عنوان: کتاب اور قلم کی دوستی

کتاب اور قلم ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تم میرے بغیر کام نہیں کر سکتے۔" قلم نے جواب دیا، "مگر تمہاری باتوں کو میں ہی لکھ سکتا ہوں۔" دونوں نے سیکھا کہ دونوں کی مدد سے علم پھیلتا ہے اور ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 109

## عنوان: گھڑی اور وقت کا راز

گھڑی اور وقت آپس میں بات کر رہے تھے۔ گھڑی نے کہا، "میں تمہیں دکھاتی ہوں، تم کتنے بہا گتے ہو!" وقت نے جواب دیا، "تم مجھے دکھاتی ہو، لیکن میں ہمیشہ چلتا رہتا ہوں، تمہاری سوئیاں رک نہیں سکتیں۔" دونوں نے سیکھا کہ وقت کبھی نہیں رکتا اور اسے ہر لمحہ سمجھنا ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 110

## عنوان: چاند اور ستاروں کی مسکراہٹ

چاند اور ستارے ایک رات آسمان پر بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "میں اکیلا زیادہ روشن ہوں، مگر تمہاری ٹمٹماتی روشنی بھی خوبصورت ہے۔" ستاروں نے کہا، "تمہاری چمک سے ہم بھی چمکتے ہیں، ہم تمہارے ساتھ رہ کر اپنی جگہ بناتے ہیں۔" دونوں نے سیکھا کہ اکیلے کی چمک کبھی مکمل نہیں ہوتی، دوستی اور اتحاد میں اصل طاقت ہے۔

## کہانی نمبر 111

## عنوان: درخت اور ہوا کی بات چیت

درخت اور ہوا ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تم میری شاخوں میں جا کر مجھے سرسبز رکھتے ہو۔" ہوا نے مسکرا کر جواب دیا، "مگر تم ہی میرے لیے راستہ بناتے ہو، میں تمہارے ذریعے چلتی ہوں۔" دونوں نے سیکھا کہ دنیا کی ہر چیز ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہے، اور ایک دوسرے کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔

---

## کہانی نمبر 112

## عنوان: بادل اور آسمان کی سازش

ایک دن بادل آسمان سے بات کر رہے تھے۔ بادل نے کہا، "میں تمہاری نیلی چمک کو چھپانا چاہتا ہوں، تاکہ تمہاری اصل خوبصورتی ظاہر ہو۔" آسمان نے کہا، "تمہاری چمک میرے بغیر نہیں دکھتی، ہم دونوں کی موجودگی ہی ہمیں مکمل بناتی ہے۔" دونوں نے سیکھا کہ کچھ بھی اپنی جگہ پر بہتر ہوتا ہے اور ہم سب کا کام ایک دوسرے کو مکمل کرنا ہے۔

---

## کہانی نمبر 113

## عنوان: نیلے رنگ کی سرگوشی

نیلے رنگ نے ایک دن سب رنگوں سے کہا، "میری گہرائی کو کون سمجھ سکتا ہے؟ میری چمک میں سکون اور سکون میں طاقت چھپی ہوئی ہے۔" باقی رنگوں نے جواب دیا، "تمہاری خوبصورتی ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے، لیکن تمہارے بغیر باقی رنگوں کا اثر کم ہوتا ہے۔" نیلے رنگ نے سیکھا کہ ہر رنگ کی اپنی جگہ ہے، اور ہر رنگ کو اپنے آپ میں خوبصورتی ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 114

## عنوان: طوطے اور چڑیا کا راز

طوطے اور چڑیا ایک دن ایک درخت پر بیٹھے تھے۔ طوطے نے کہا، "میرے پاس خوبصورت رنگ ہیں، مگر تمہاری آواز میں کچھ خاص بات ہے۔" چڑیا نے جواب دیا، "میرے چھوٹے پر ہیں، لیکن میری آواز سے دنیا بدل سکتی ہے۔" دونوں نے سیکھا کہ ہر چیز کا اپنا طریقہ ہے دنیا میں اپنا اثر ڈالنے کا۔

---

## کہانی نمبر 115

## عنوان: چچ اور کانچ کا راز

چچ اور کانچ ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "میں سخت ہوں، میرے بغیر کھانا نہیں کھایا جاسکتا!" کانچ نے جواب دیا، "تمہیں بغیر میرے کام نہیں آتا، کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تمہاری چمک بھی بڑھتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کا احترام کرنا اور مکمل کرنا، زندگی کا راز ہے۔

---

## کہانی نمبر 116

## عنوان: ریت اور سمندر کی ملاقات

ریت اور سمندر ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ ریت نے کہا، "میں چھوٹا ہوں، مگر تمہاری لہریں مجھے اٹھاتی ہیں!" سمندر نے کہا، "تم میری حفاظت کرتے ہو، میرے کناروں پر رہ کر میری عظمت کو بڑھاتے ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ریت کی چھوٹی چھوٹی ذرات سمندر کی عظمت کو مکمل کرتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 117

## عنوان: دریا اور جزیرہ کی ملاقات

دریا اور جزیرہ ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ دریا نے کہا، "تم جزیرہ ہو، میں تمہیں پانی سے گھیر کر تیرتا ہوں، مگر تم میری راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہو۔" جزیرہ نے جواب دیا، "تم میری حفاظت کرتے ہو، تمہارے بغیر میں خشک ہو جاتا۔" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں توازن ضروری ہے اور کسی کی اہمیت کو کم نہیں کیا جاسکتا۔

---

## کہانی نمبر 118

## عنوان: تیز ہوا اور چمکتے ستارے

تیز ہوا اور چمکتے ستارے آسمان پر بات کر رہے تھے۔ ہوا نے کہا، "میں تمہیں حرکت دیتی ہوں، تمہاری روشنی کو اور بڑھادیتی ہوں!" ستارے نے کہا، "تمہیں میری روشنی سے کچھ فرق نہیں پڑتا، مگر میری چمک تمہیں اور بھی تیز کرتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کی موجودگی سے ہی ہم اپنی بہترین شکل میں آتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 119

## عنوان: پھول اور پرندے کی بات چیت

پھول اور پرندہ ایک دن باتیں کر رہے تھے۔ پھول نے کہا، "میری خوشبو تمہیں اپنی طرف کھینچ لاتی ہے!" پرندہ نے جواب دیا، "تمہاری خوشبو سے ہی میری پرواز کا مقصد بنتا ہے!" دونوں نے سیکھا کہ خوبصورتی صرف نظر کی نہیں، بلکہ خوشبو، آواز اور احساس میں بھی چھپی ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 120

## عنوان: چچ اور پلیٹ کی دوستی

چچ اور پلیٹ آپس میں بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تمہارے بغیر میری شکل کچھ نہیں، مگر تم ہی مجھے سنبھالتی ہو!" پلیٹ نے جواب دیا، "تم میری مدد سے کھانا کھاتے ہو، میری موجودگی تمہیں اہمیت دیتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ کوئی بھی چیز اپنی جگہ پر اہم ہوتی ہے، اور ہر چیز کا اپنا کردار ہوتا ہے۔

## کہانی نمبر 121

## عنوان: چاند اور رات کا راز

چاند اور رات ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "تم میری موجودگی سے مجھے روشن کر دیتی ہو، تمہاری گہری تاریکی میں میری چمک اور بڑھ جاتی ہے!" رات نے جواب دیا، "میں تمہیں تمہاری چمک دکھاتی ہوں، تم میری خاموشی میں جیتے ہو!" دونوں نے سیکھا کہ رات کی تاریکی میں ہی چاند کی روشنی کا اصل کمال ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 122

## عنوان: درخت اور بارش کی دوستی

درخت اور بارش آپس میں بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تم میری شاخوں کو تر کرتی ہو، میری جڑوں کو زندگی دیتی ہو!" بارش نے جواب دیا، "تمہاری موجودگی میرے قطرے کے لیے مقصد ہے، تمہارے بغیر میں بے معنی ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کی ضرورت ہی زندگی کی خوبصورتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 123

## عنوان: سمندر اور مچھلی کا راز

سمندر اور مچھلی ایک دن بات کر رہے تھے۔ سمندر نے کہا، "تم میری گہرائیوں میں رہ کر میرا حصہ بناتی ہو!" مچھلی نے جواب دیا، "تمہاری لہریں مجھے نئے راستوں کی جانب لے جاتی ہیں، تمہارے بغیر میرا سفر مکمل نہیں ہوتا!" دونوں نے سیکھا کہ ہر رشتہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 124

## عنوان: رنگین پتھر اور چمکدار سورج

رنگین پتھر اور سورج کی روشنی ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ رنگین پتھر نے کہا، "تمہاری روشنی میری رنگت کو اور نکھارتی ہے، تم میرے بغیر بے رنگ ہوتے ہو!" سورج نے جواب دیا، "تمہاری چمک میری روشنی سے جڑی ہوئی ہے، تم میرے بغیر بے جان ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ہر چیز میں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی اصل خوبیوں کے ساتھ چمک سکے۔

---

## کہانی نمبر 125

## عنوان: بادل اور آسمان کی باتیں

بادل اور آسمان ایک دن باتیں کر رہے تھے۔ بادل نے کہا، "تمہاری نیلی چمک میں ہی میری شکل ہے، تمہارے بغیر میں صرف گزر جانے والی ایک دھند ہوں!" آسمان نے جواب دیا، "تمہاری حرکت میرے نیلے رنگ کو مختلف شکلیں دیتی ہے، تمہارے بغیر میری شان مکمل نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ کبھی کبھی اختلافات ہی ایک دوسرے کو مکمل کرتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 126

## عنوان: قمر اور روشنی کا رشتہ

قمر اور روشنی ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ قمر نے کہا، "تم میری زندگی ہو، تمہارے بغیر میری چمک بے معنی ہو!" روشنی نے جواب دیا، "تمہاری چاندنی میں ہی میری روشنی کی حقیقت چھپی ہوتی ہے، تم میرے بغیر بے کار ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہی وہ اپنی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 127

## عنوان: گھوڑا اور درخت کی دوستی

گھوڑا اور درخت آپس میں بات کر رہے تھے۔ گھوڑا نے کہا، "تمہارے سائے میں مجھے آرام ملتا ہے، تم میرے لیے سکون ہو!" درخت نے جواب دیا، "تمہاری تیز دوڑ مجھے جیت کا حوصلہ دیتی ہے، تم میرے لیے حرکت ہو!" دونوں نے سیکھا کہ سکون اور حرکت کا ایک دوسرے کے بغیر کوئی فائدہ نہیں۔

---

## کہانی نمبر 128

## عنوان: پرندہ اور ہوا کا رشتہ

پرندہ اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ پرندہ نے کہا، "تم مجھے اُڑنے کا حوصلہ دیتی ہو، تمہارے بغیر میں آسمان کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتا!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری پرواز ہی میرے لیے آزادی کا معنی ہے، تمہارے بغیر میں بے سمت ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہی آزادی اور سکون کا حقیقت ہے۔

---

## کہانی نمبر 129

## عنوان: مٹی اور بیج کی گفتگو

مٹی اور بیج آپس میں بات کر رہے تھے۔ مٹی نے کہا، "میں تمہیں اپنی گہرائیوں میں چھپاتی ہوں، تمہاری جڑوں کو میری توانائی ملتی ہے!" بیج نے جواب دیا، "تمہارے بغیر میں کبھی اُگ نہ پاتا، تمہاری خاک ہی میری زندگی کا آغاز ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کی ابتدا مٹی سے ہوتی ہے، مگر اس کی تکمیل بیج میں چھپی ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 130

## عنوان: رنگ اور خواب کی بات چیت

رنگ اور خواب ایک دن بات کر رہے تھے۔ رنگ نے کہا، "تمہارے بغیر میں بے رنگ ہوتا ہوں، تم میری تکمیل ہو!" خواب نے جواب دیا، "تمہارے رنگوں کے بغیر میرا مطلب نہیں ہوتا، تم میری حقیقت ہو!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں رنگ اور خواب کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے۔

## کہانی نمبر 131

## عنوان: دریا اور جزیرے کی کہانی

دریا اور جزیرہ ایک دن بات کر رہے تھے۔ دریا نے کہا، "تم میری گہرائیوں میں چھپے ہوئے ہو، تمہاری زمین میری لہروں کے لیے سکون ہے!" جزیرے نے جواب دیا، "تمہاری لہریں میری زمین کو شکل دیتی ہیں، تم میرے بغیر بے معنی ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے بغیر زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔

---

## کہانی نمبر 132

## عنوان: کتاب اور قلم کی باتیں

کتاب اور قلم آپس میں بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تمہارے بغیر میری کہانیاں کبھی نہیں لکھ پاتی!" قلم نے جواب دیا، "تمہاری صفحات پر ہی میری حرکت ہے، تم میرے بغیر بے معنی ہو!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق اور اظہار کا رشتہ ہمیشہ آپس میں جڑا ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 133

## عنوان: پھول اور مکھیاں

پھول اور مکھیاں ایک دن بات کر رہی تھیں۔ پھول نے کہا، "تم میری خوشبو کو پھیلانے والی ہو، تمہارے بغیر میری خوبصورتی مکمل نہیں ہو سکتی!" مکھیاں نے جواب دیا، "تمہاری رنگت اور خوشبو میرے سفر کا مقصد ہیں، تمہارے بغیر میری پرواز بے معنی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کی تکمیل کرنے کے لیے کام کرتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 134

## عنوان: چچ اور پیالے کی گفتگو

چچ اور پیالہ آپس میں بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تمہارے بغیر میں بے کار ہوں، تم مجھے اپنا کام کرنے کا موقع دیتی ہو!" پیالے نے جواب دیا، "تمہاری مدد سے ہی میری شکل اور مقصد مکمل ہوتا ہے!" دونوں نے سیکھا کہ رشتہ اور تعاون میں ہی اصل طاقت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 135

## عنوان: آسمان اور زمین کی دوستی

آسمان اور زمین ایک دن بات کر رہے تھے۔ آسمان نے کہا، "تمہاری سرسبزی اور بلندیاں مجھے سکون دیتی ہیں، تمہارے بغیر میرا رنگ بے رنگ ہوتا!" زمین نے جواب دیا، "تمہاری نیلاہٹ میری روشنی بناتی ہے، تمہارے بغیر میں تنگ ہو جاتی ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ زمین اور آسمان کی ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی کی وجہ سے ہی کائنات میں توازن برقرار ہے۔

---

## کہانی نمبر 136

## عنوان: بادشاہ اور درباریوں کی گفتگو

بادشاہ اور اس کے درباری ایک دن بات کر رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا، "تم لوگ میری حکومت کا حصہ ہو، تمہارے بغیر میری سلطنت کا کوئی بھی مقصد نہیں!" درباریوں نے جواب دیا، "تمہاری حکمت اور فیصلے ہماری رہنمائی کرتے ہیں، تمہارے بغیر ہماری زندگی بے سمت ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ہر بڑا کام گروپ کی محنت اور حکمت سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 137

## عنوان: رنگین کاغذ اور پتنگ

رنگین کاغذ اور پتنگ ایک دن بات کر رہے تھے۔ کاغذ نے کہا، "تم میری شکل کو جیتے ہو، تمہاری رنگینی میرے وجود کو پرکشش بناتی ہے!" پتنگ نے جواب دیا، "تمہاری پھیلاؤ اور رنگ میرے پرندے کی طرح آزاد ہو جاتے ہیں، تمہارے بغیر میری پرواز کا کوئی مقصد نہیں!" دونوں نے سیکھا کہ آزادی اور اظہار کے بیچ ایک گہرا رشتہ ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 138

## عنوان: ستارے اور چاند کی گفتگو

ستارے اور چاند ایک دن بات کر رہے تھے۔ ستارے نے کہا، "تمہاری روشنی میری چھاؤں بناتی ہے، تمہارے بغیر آسمان کا منظر ادھورا ہے!" چاند نے جواب دیا، "تمہاری چمک میرے ہونٹوں کو سچائی دکھاتی ہے، تمہارے بغیر میری روشنی بے معنی ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کی اپنی خاصیت ہوتی ہے، اور وہ خاصیت دوسروں کی موجودگی سے ہی ابھرتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 139

## عنوان: دریا اور مچھلی کا رشتہ

دریا اور مچھلی ایک دن بات کر رہے تھے۔ دریا نے کہا، "تم میری گہرائیوں میں زندہ ہو، تمہارے بغیر میں ہمیشہ ایک سمندر کی طرح خشک رہتا ہوں!" مچھلی نے جواب دیا، "تمہاری لہریں میری زندگی کا حصہ ہیں، تمہارے بغیر میں گہرائیوں میں گم ہو جاتا!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے بغیر زندگی کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

---

## کہانی نمبر 140

## عنوان: کتاب اور عقلمندی کی باتیں

کتاب اور عقلمند ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تمہاری عقلمندی ہی مجھے سمجھنے کا دروازہ دیتی ہے!" عقلمند نے جواب دیا، "تمہاری کہانیاں ہی میری عقل کا راستہ ہیں، تمہارے بغیر میں اپنے علم کو کبھی مکمل نہ کر پاتا!" دونوں نے سیکھا کہ علم اور اس کے مطالعہ کا ایک گہرا رشتہ ہوتا ہے۔

## کہانی نمبر 141

## عنوان: درخت اور ہوا کی بات چیت

درخت اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تم میری ٹہنوں کو جاندار بناتی ہو، تمہارے بغیر میری شاخیں بے رنگ اور بے زندگی ہو جاتی ہیں!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری پتے اور ٹہنیاں میری زندگی ہیں، تمہارے بغیر میری پرواز بے سمت ہو!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کی تازگی اور حرکت ایک دوسرے کی موجودگی سے ہی ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 142

## عنوان: کمرہ اور روشنی کی گفتگو

کمرہ اور روشنی ایک دن بات کر رہے تھے۔ کمرہ نے کہا، "تم میری تاریکی کو مٹا دیتی ہو، تمہارے بغیر میری حالت گم ہوتی ہے!" روشنی نے جواب دیا، "تمہاری دیواروں اور چھتوں سے ہی میری روشنی کا مقصد بنتا ہے، تمہارے بغیر میں بے سمت ہو جاتی ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ سب کچھ ایک دوسرے کی تکمیل سے ہی روشن اور زندگی بن پاتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 143

## عنوان: چچ اور پلیٹ کی گفتگو

چچ اور پلیٹ ایک دن بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تم میری بنیاد ہو، تمہارے بغیر میری کوئی حیثیت نہیں!" پلیٹ نے جواب دیا، "تم ہی میری شکل بناتے ہو، تمہارے بغیر میں خالی ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کا مقصد ایک دوسرے کی تکمیل سے ہی پورا ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 144

## عنوان: گلاب اور تتلی کی بات چیت

گلاب اور تتلی ایک دن بات کر رہے تھے۔ گلاب نے کہا، "تم میرے رنگوں کو پھیلانے والی ہو، تمہارے بغیر میری خوشبو بے معنی ہو جاتی ہے!" تتلی نے جواب دیا، "تمہاری رنگت اور خوشبو میرے سفر کا مقصد ہیں، تمہارے بغیر میری اڑان بے مقصد ہو!" دونوں نے سیکھا کہ ہر خوبصورتی کا اظہار دوسرے کی موجودگی سے ہی مکمل ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 145

## عنوان: سورج اور زمین کی گفتگو

سورج اور زمین ایک دن بات کر رہے تھے۔ سورج نے کہا، "تم میری روشنی سے زندگی پاتی ہو، تمہارے بغیر میری کرنیں بے اثر ہو جاتی ہیں!" زمین نے جواب دیا، "تمہاری روشنی اور گرمی میری زندگی کا جزو ہیں، تمہارے بغیر میں ٹھنڈی اور سنسان ہو جاتی ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کی توانائی اور قدرتی توازن دونوں کا رشتہ ایک دوسرے سے جڑا ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 146

## عنوان: پانی اور زمین کی باتیں

پانی اور زمین ایک دن بات کر رہے تھے۔ پانی نے کہا، "تم میری سطح ہو، تمہارے بغیر میری گہرائیاں بے مقصد ہو جاتی ہیں!" زمین نے جواب دیا، "تمہاری نمی اور زندگی میری وجود کا حصہ ہیں، تمہارے بغیر میری مٹی بے اثر ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زمین اور پانی کا رشتہ زندگی کا سنگ میل ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 147

## عنوان: چاند اور تارے کی گفتگو

چاند اور تارے ایک دن بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "تم میری چمک کو جوتے ہو، تمہارے بغیر میری روشنی بے اثر ہو جاتی ہے!" تارے نے جواب دیا، "تمہاری روشنی اور سکون میرے لیے رہنمائی ہے، تمہارے بغیر میں روشنی سے محروم ہو جاتا ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کی تکمیل دوسروں کی موجودگی سے ہی ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 148

## عنوان: کتاب اور قلم کی گفتگو

کتاب اور قلم ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تم میرے الفاظ کو حقیقت بناتے ہو، تمہارے بغیر میری کہانیاں بے رنگ ہوتی ہیں!" قلم نے جواب دیا، "تمہاری صفحات میرے خیالات کو ایک شکل دیتے ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے معنی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ خیالات اور الفاظ کا رشتہ ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

---

## کہانی نمبر 149

## عنوان: زمین اور آسمان کی گفتگو

زمین اور آسمان ایک دن بات کر رہے تھے۔ زمین نے کہا، "تم میرے نیلے رنگ کو مکمل کرتے ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی بے رنگ اور بے مقصد ہو جاتی ہے!" آسمان نے جواب دیا، "تمہاری زمین میری چھاؤں بناتی ہے، تمہارے بغیر میری فضا میں سکون نہیں ہوتا!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کا حقیقی حسن ایک دوسرے کی تکمیل سے ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 150

## عنوان: درخت اور پرندے کی گفتگو

درخت اور پرندے ایک دن بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تم میری ٹہنیوں پر بیٹھ کر میری شان بڑھاتے ہو، تمہارے بغیر میں جستجو کی کمی محسوس کرتا ہوں!" پرندے نے جواب دیا، "تمہاری ٹہنیاں اور پھل میرے سفر کا حصہ بنتے ہیں، تمہارے بغیر میری پرواز بے معنی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ پرندے اور درخت کا رشتہ قدرت کا ایک حسین نمونہ ہے۔

## کہانی نمبر 151

## عنوان: سمندر اور کشتی کی گفتگو

سمندر اور کشتی ایک دن بات کر رہے تھے۔ سمندر نے کہا، "تم میرے پانیوں پر تیرتی ہو، تمہارے بغیر میں بے آرام اور ادھورے محسوس کرتا ہوں!" کشتی نے جواب دیا، "تمہاری لہریں اور گہرائیاں میری سیر کا مقصد ہیں، تمہارے بغیر میری منزل نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ہر سفر کی منزل ایک دوسرے کی حمایت سے مکمل ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 152

## عنوان: پہاڑ اور بادل کی بات چیت

پہاڑ اور بادل ایک دن بات کر رہے تھے۔ پہاڑ نے کہا، "تم میری چوٹیوں کو چھوتے ہو، تمہارے بغیر میری بلندی بے حقیقت ہو جاتی ہے!" بادل نے جواب دیا، "تمہاری سختی اور مضبوطی میری نرم حرکت کو جڑ دیتی ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے مطلب ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر عنصر کی حقیقت ایک دوسرے کے بغیر بے اثر ہو جاتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 153

## عنوان: رنگ اور کینوس کی گفتگو

رنگ اور کینوس ایک دن بات کر رہے تھے۔ رنگ نے کہا، "تم میری موجودگی کا مرکز ہو، تمہارے بغیر میں بے معنی ہوں!" کینوس نے جواب دیا، "تمہاری رنگت سے میری سادگی کو جلا ملتی ہے، تمہارے بغیر میری تصویر مکمل نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ہر خوبصورتی اور تخلیق ایک دوسرے کے بغیر ممکن نہیں۔

---

## کہانی نمبر 154

## عنوان: گلاب اور موسم کی بات چیت

گلاب اور موسم ایک دن بات کر رہے تھے۔ گلاب نے کہا، "تمہارے بدلتے رنگ میری خوشبو کی قوت کو بڑھاتے ہو!" موسم نے جواب دیا، "تمہاری خوبصورتی میری ہوائیں اور دھوپ جلاتی ہیں، تمہارے بغیر میں بے اثر ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ قدرتی طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بہترین نتائج پیدا کرتی ہیں۔

---

## کہانی نمبر 155

## عنوان: ستارے اور آسمان کی گفتگو

ستارے اور آسمان ایک دن بات کر رہے تھے۔ ستارے نے کہا، "تمہاری وسعت میری چمک کو ابھارتی ہے، تمہارے بغیر میں چھوٹا اور بے حقیقت ہوتا ہوں!" آسمان نے جواب دیا، "تمہاری چمک میری فضا میں ایک مقصد دیتی ہے، تمہارے بغیر میں سنسان اور خاموش ہو جاتا ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کی روشنی اور سکون ایک دوسرے کی تکمیل سے آتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 156

## عنوان: کتاب اور کتابی کیڑا کی بات چیت

کتاب اور کتابی کیڑا ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تم میری صفحات میں زندگی کا رنگ بھرتے ہو، تمہارے بغیر میری کہانیاں غمگین ہو جاتی ہیں!" کتابی کیڑا نے جواب دیا، "تمہارے صفحات میں میری زندگی چھپی ہوتی ہے، تمہارے بغیر میری جستجو بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر کہانی کا حسن مختلف عناصر کی موجودگی میں ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 157

## عنوان: بادل اور رنگوں کی بات چیت

بادل اور رنگ ایک دن بات کر رہے تھے۔ بادل نے کہا، "تم میری گہرائیوں میں رنگ بھرتے ہو، تمہارے بغیر میری دھند میں کوئی سلیقہ نہیں ہوتا!" رنگوں نے جواب دیا، "تمہاری نرمیت میرے پھیلاؤ کو جلا دیتی ہے، تمہارے بغیر میں بے مقصد ہو جاتا ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق کی اصل خوبی دو چیزوں کے امتزاج میں ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 158

## عنوان: دریا اور جھیل کی گفتگو

دریا اور جھیل ایک دن بات کر رہے تھے۔ دریا نے کہا، "تم میری سکونت کا نشان ہو، تمہارے بغیر میری گہرائیاں بے کار ہو جاتی ہیں!" جھیل نے جواب دیا، "تمہاری تیز لہر میری پرسکون سطح کو چمکاتی ہے، تمہارے بغیر میری شکل کمزور ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر قدرتی عنصر کی خوبصورتی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مکمل ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 159

## عنوان: دھوپ اور سایہ کی بات چیت

دھوپ اور سایہ ایک دن بات کر رہے تھے۔ دھوپ نے کہا، "تم میرے سامنے آ کر میری شدت کو نرم کر دیتے ہو!" سایہ نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری سردی اور تاریکی کو جلاتی ہے، تمہارے بغیر میں صرف ایک پناہ گاہ ہوں!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے بغیر ان کی موجودگی بے معنی ہو جاتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 160

## عنوان: زمین اور آسمان کی گفتگو

زمین اور آسمان ایک دن بات کر رہے تھے۔ زمین نے کہا، "تم میری نیلی چھت ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی بے رنگ اور خاموش ہو جاتی ہے!" آسمان نے جواب دیا، "تمہاری سطح میری زندگی کا حصہ ہے، تمہارے بغیر میری فضا بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ قدرتی توازن اور ہم آہنگی دونوں کی مشترکہ اہمیت ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 161

## عنوان: ہوا اور پنکھ کی دوستی

ہوا اور پنکھ ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ ہوا نے کہا، "تم میری طاقت کو محسوس کرتے ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی میں سکون نہیں آتا!" پنکھ نے جواب دیا، "تمہاری ہلکی سرسراہٹ مجھے اُڑنے کا حوصلہ دیتی ہے، تمہارے بغیر میری پرواز ممکن نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ کسی بھی کامیابی کے لیے ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 162

## عنوان: چاند اور رات کی محبت

چاند اور رات آپس میں بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "تمہاری گہرائی اور سکون میری روشنی کو جگاتی ہے، تمہارے بغیر میری چمک محض ایک دھندلا سا خیال ہوگی!" رات نے جواب دیا، "تمہاری چمک میری خاموشی میں جان ڈالتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے مطلب ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ ہر چیز کی حقیقت میں جواں ہو جاتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 163

## عنوان: کتاب اور قلم کی بات چیت

کتاب اور قلم ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تم میری صفحات پر زندگی کا رنگ بھرتے ہو، تمہارے بغیر میری کہانیاں بے رنگ ہو جاتی ہیں!" قلم نے جواب دیا، "تمہاری گہرائی میری سوچ کو روشن کرتی ہے، تمہارے بغیر میری کوشش بے سود ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق کے عمل میں دونوں کا کردار بے حد ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 164

## عنوان: درخت اور پرندے کی گفتگو

درخت اور پرندے ایک دن بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تم میری شاخوں پر بیٹھ کر مجھے زندگی کا احساس دلاتے ہو!" پرندے نے جواب دیا، "تمہاری مضبوطی اور جڑیں میری پرواز کو سہارا دیتی ہیں، تمہارے بغیر میری منزل نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کی حمایت سے ہی ہر قدم کامیاب ہو سکتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 165

## عنوان: سورج اور دن کی بات چیت

سورج اور دن ایک دن بات کر رہے تھے۔ سورج نے کہا، "تم میری روشنی سے میری شان کو مکمل کرتے ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی محض ایک لمحے کی چھاؤں بن جاتی ہے!" دن نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری تاریخ اور زندگی کا حصہ ہے، تمہارے بغیر میرا آغاز بے حقیقت ہو جاتا ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر آغاز کے لئے ایک مکمل وجود کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 66

## عنوان: پہاڑ اور دریا کی دوستی

پہاڑ اور دریا ایک دن بات کر رہے تھے۔ پہاڑ نے کہا، "تم میری چٹانوں کو کاٹ کر اپنی راہ بناتے ہو، تمہارے بغیر میری بلندی بے معنی ہو جاتی ہے!" دریا نے جواب دیا، "تمہاری استحکام میری موجوں کو طاقت دیتے ہیں، تمہارے بغیر میری لہر بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے استحکام اور لچک کا امتزاج ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 167

## عنوان: تارے اور آسمان کی بات چیت

تارے اور آسمان ایک دن بات کر رہے تھے۔ تارے نے کہا، "تمہاری گہرائی میری چمک کو اور روشن کرتی ہے، تمہارے بغیر میری چمک محض ایک دھندلا سا خیال ہو جاتی!" آسمان نے جواب دیا، "تمہاری چمک میرے نیلے غبارے میں رنگ بھرتی ہے، تمہارے بغیر میری وسعت بے رنگ اور سنسان ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ کسی بھی خواب کی حقیقت بنانے کے لیے دونوں کی اہمیت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 168

## عنوان: جھیل اور دریا کی بات چیت

جھیل اور دریا ایک دن بات کر رہے تھے۔ جھیل نے کہا، "تمہاری لہریں مجھے بے چین کرتی ہیں، تمہارے بغیر میری خاموشی مکمل نہیں ہوتی!" دریا نے جواب دیا، "تمہاری سکونت میری تیز لہر کی شدت کو کم کرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ کسی بھی حالت میں سکون اور حرکت کا توازن ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 169

## عنوان: چچ اور چھری کی بات چیت

چچ اور چھری ایک دن بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تم میری مدد کے بغیر زیادہ کام نہیں کر پاتی، تمہاری تیز دھار میری کمزوری کو پورا کرتی ہے!" چھری نے جواب دیا، "تمہاری نرمی میری سختی کو نرم کرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے اثر ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں توازن اور تعاون سے ہی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 170

## عنوان: پرندہ اور ہوا کی گفتگو

پرندہ اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ پرندہ نے کہا، "تم میرے پرواز کے لئے ضروری ہو، تمہارے بغیر میری پرواز ممکن نہیں ہوتی!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری اڑان میری سرسراہٹ کو زندگی دیتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے معنی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر مقصد کے حصول کے لئے ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 171

## عنوان: بادل اور زمین کی بات چیت

بادل اور زمین ایک دن آپس میں بات کر رہے تھے۔ بادل نے کہا، "تمہاری گہرائی اور مضبوطی میری بادلوں کو اپنی جگہ دیتی ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے ہنگم ہو جاتی ہے!" زمین نے جواب دیا، "تمہاری بارش میری سرسبزی کو زندگی دیتی ہے، تمہارے بغیر میری سکونت بے معنی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کی موجودگی اور تعاون سے ہی دنیا کا توازن قائم رہتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 172

## عنوان: پنسل اور کاغذ کی بات چیت

پنسل اور کاغذ ایک دن بات کر رہے تھے۔ پنسل نے کہا، "تمہاری سفید سطح میری تخلیقات کا گواہ بناتی ہو، تمہارے بغیر میری لکیر بے شکل اور غیر مفہوم ہو جاتی ہے!" کاغذ نے جواب دیا، "تمہاری تیز نوک میری سطح پر رنگ بھرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی ایک خالی صفحہ بن جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق میں دونوں کا کردار اہم ہے، اور ان کے درمیان تعاون کا میابی کا راز ہے۔

---

## کہانی نمبر 173

## عنوان: رنگین پتھر اور دریا کی گفتگو

رنگین پتھر اور دریا ایک دن بات کر رہے تھے۔ پتھر نے کہا، "تمہاری لہریں میری رنگینی کو اور گہرا کرتی ہیں، تمہارے بغیر میری خوبصورتی محض ایک خام شکل ہوگی!" دریا نے جواب دیا، "تمہاری چمک میری گہرائی کو اور نمایاں کرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے رنگ ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ خوبصورتی اور گہرائی ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتیں۔

---

## کہانی نمبر 174

## عنوان: چمچ اور پلیٹ کی بات چیت

چمچ اور پلیٹ ایک دن بات کر رہے تھے۔ چمچ نے کہا، "تمہاری سطح میری شکل کو ترتیب دیتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے کار ہو جاتی ہے!" پلیٹ نے جواب دیا، "تمہاری شکل میرے اندر زندگی بھرتی ہے، تمہارے بغیر میری فضا خالی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی میں ترتیب اور تعاون سے ہی حقیقت میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 175

## عنوان: کتاب اور لائبریری کی گفتگو

کتاب اور لائبریری ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تم میری جگہ ہو، جہاں میں اپنی زندگی کا مقصد تلاش کرتی ہوں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے معنی ہو جاتی ہے!" لائبریری نے جواب دیا، "تمہاری کہانیاں میری زندگی کا حصہ ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی کچھ نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ علم اور تجربات کا جمع ہونا انسان کی کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 176

## عنوان: چاندی کی انگوٹھی اور ہاتھ کی بات چیت

چاندی کی انگوٹھی اور ہاتھ ایک دن بات کر رہے تھے۔ انگوٹھی نے کہا، "تمہاری انگلی میری شکل کو مکمل کرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے شک میری رنگینی سے زیادہ کچھ نہیں!" ہاتھ نے جواب دیا، "تمہاری چمک میری موجودگی کو زیب دیتی ہے، تمہارے بغیر میری محنت بیکار ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ کسی بھی چیز کی حقیقت کا حصہ دوسرے کی اہمیت پر ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 177

## عنوان: دھوپ اور چھاؤں کی بات چیت

دھوپ اور چھاؤں ایک دن بات کر رہے تھے۔ دھوپ نے کہا، "تم میری روشنی کی کمی کو پورا کرتی ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی صرف تپش بن جاتی ہے!" چھاؤں نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری موجودگی کی شدت کو کم کرتی ہے، تمہارے بغیر میری ٹھنڈک بے معنی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر چیز کا اپنا وقت اور مقام ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 178

## عنوان: درخت اور پھول کی بات چیت

درخت اور پھول ایک دن بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تمہاری رنگینیاں میری مضبوط شاخوں پر زندگی بناتی ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے رنگ ہو جاتی ہے!" پھول نے جواب دیا، "تمہاری جڑیں میری گہرائی کو ثابت کرتی ہیں، تمہارے بغیر میری خوشبو بے اثر ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ حقیقت میں ایک دوسرے کا معاون ہونا ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 179

## عنوان: مٹی اور پانی کی بات چیت

مٹی اور پانی ایک دن بات کر رہے تھے۔ مٹی نے کہا، "تم میری خشکی کو نرم کرتے ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی صرف ایک خشک سطح ہوگی!" پانی نے جواب دیا، "تمہاری گہرائی میری سطح کو شکل دیتی ہے، تمہارے بغیر میری حرکت بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کے ہر عمل میں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔

## کہانی نمبر 180

## عنوان: کھڑکی اور ہوا کی بات چیت

کھڑکی اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ کھڑکی نے کہا، "تم میری خلا کو تازہ کرتے ہو، تمہارے بغیر میری موجودگی صرف ایک بند دروازہ ہوگی!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری کھلی سطح میری آزادی کو محسوس کرتی ہے، تمہارے بغیر میری سرسراہٹ بے اثر ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ کسی بھی جگہ اور آزاد فضاء کے لئے دونوں کا تعلق ضروری ہے۔

## کہانی نمبر 181

## عنوان: سورج اور زمین کی بات چیت

سورج اور زمین ایک دن بات کر رہے تھے۔ سورج نے کہا، "تمہاری سطح پر میری روشنی پڑتی ہے، تمہارے بغیر میری چمک بے فائدہ ہو جاتی!" زمین نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری زندگی کو توانائی دیتی ہے، تمہارے بغیر میری سبزیاں اور فصلیں سست پڑ جاتی ہیں!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کا دوسروں سے تعلق ہے اور ان کے بغیر زندگی کا مقصد مکمل نہیں ہو سکتا۔

---

## کہانی نمبر 182

## عنوان: تیز ہوا اور درخت کی بات چیت

تیز ہوا اور درخت ایک دن بات کر رہے تھے۔ تیز ہوا نے کہا، "تمہاری مضبوط جڑیں میری ہوا کو روکتی ہیں، تمہارے بغیر میری رفتار بے معنی ہو جاتی!" درخت نے جواب دیا، "تمہاری ہوائیں میری شاخوں کو جھونے دیتی ہیں، تمہارے بغیر میری مضبوط جڑیں بے کار ہو جاتیں!" دونوں نے سیکھا کہ قدرت کے تمام عناصر ایک دوسرے کی مدد سے ہی تکمیل پاتے ہیں۔

---

## کہانی نمبر 183

## عنوان: چچ اور چچ کی بات چیت

چچ اور چچ ایک دن بات کر رہے تھے۔ ایک چچ نے کہا، "تمہاری شکل اور مضبوطی میری کام میں آسانی پیدا کرتی ہے، تمہارے بغیر میرا استعمال مشکل ہو جاتا!" دوسرے چچ نے جواب دیا، "تمہاری تیاری اور دھکنیں میری زندگی کی تیزی کو سہارا دیتی ہیں، تمہارے بغیر میری حرکت سست ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے ساتھ کام کرنے سے زندگی میں آسانی آتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 184

## عنوان: کتاب اور قلم کی بات چیت

کتاب اور قلم ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تمہاری قلم کی نوک میری کہانیوں کو شکل دیتی ہے، تمہارے بغیر میری خاموش صفحے پر کوئی رنگ نہیں ہوتا!" قلم نے جواب دیا، "تمہاری صفحات میری لکیر کو واضح کرتے ہیں، تمہارے بغیر میری تحریر بے معنی ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیقی عمل میں دونوں کا تعاون لازمی ہے۔

---

## کہانی نمبر 185

## عنوان: پرندہ اور درخت کی بات چیت

پرندہ اور درخت ایک دن بات کر رہے تھے۔ پرندہ نے کہا، "تمہاری شاخیں میری پناہ گاہ ہیں، تمہارے بغیر میری اڑان بے مقصد ہو جاتی!" درخت نے جواب دیا، "تمہاری پرواز میری جڑوں کو سکون دیتی ہے، تمہارے بغیر میری شاخوں پر زندگی نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ہر جگہ کو ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 186

## عنوان: سمندر اور مچھلی کی بات چیت

سمندر اور مچھلی ایک دن بات کر رہے تھے۔ سمندر نے کہا، "تم میری گہرائی میں زندگی کی روشنی ہو، تمہارے بغیر میری لہریں بے مقصد ہو جاتیں!" مچھلی نے جواب دیا، "تمہاری گہرائی اور وسیعیت میری حرکت کو آزادی دیتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی محدود ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ قدرت کے ہر حصہ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے، اور ایک دوسرے کے بغیر سب کچھ بے معنی ہے۔

---

## کہانی نمبر 187

## عنوان: چاند اور رات کی بات چیت

چاند اور رات ایک دن بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "تمہاری تاریکی میری روشنی کو اور چمکدار بناتی ہو، تمہارے بغیر میری چمک بے کار ہو جاتی!" رات نے جواب دیا، "تمہاری روشنی خاموشی میں خوبصورتی پیدا کرتی ہے، تمہارے بغیر میری تاریکی بے رنگ ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ ہر دن اور رات کا اپنا وقت اور مقصد ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 188

## عنوان: بادل اور ہوا کی بات چیت

بادل اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ بادل نے کہا، "تمہاری سرسراہٹ میری شکل کو بدل دیتی ہے، تمہارے بغیر میری حرکت بے مقصد ہو جاتی!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری شدت میری آزادی کو محسوس کرتی ہے، تمہارے بغیر میری حرکت بے رنگ ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر قوت کا ایک دوسرا حصہ ہوتا ہے جو اس کو مکمل کرتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 189

## عنوان: چھڑی اور چچ کی بات چیت

چھڑی اور چچ ایک دن بات کر رہے تھے۔ چھڑی نے کہا، "تمہاری شکل میری زندگی کی ایک ضرورت ہو، تمہارے بغیر میری طاقت بے کار ہو جاتی!" چچ نے جواب دیا، "تمہاری مدد سے میں کاموں کو مکمل کرتا ہوں، تمہارے بغیر میری طاقت بے مقصد ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ ہر چیز کا اپنی جگہ پر کام ہوتا ہے اور دونوں کا تعاون ضروری ہے۔

---

## کہانی نمبر 190

## عنوان: زمین اور فصل کی بات چیت

زمین اور فصل ایک دن بات کر رہے تھے۔ زمین نے کہا، "تمہاری خوشبو اور رنگ میری زمین کو مکمل کرتے ہیں، تمہارے بغیر میری سطح خشک اور بے رنگ ہو جاتی!" فصل نے جواب دیا، "تمہاری جڑیں میری زندگی کی طاقت ہیں، تمہارے بغیر میری ترقی اور نشوونما ممکن نہیں ہو سکتی!" دونوں نے سیکھا کہ ایک دوسرے کے بغیر کامیابی اور زندگی کا کوئی مطلب نہیں۔

## کہانی نمبر 191

## عنوان: طوفان اور کشتی کی بات چیت

طوفان اور کشتی ایک دن بات کر رہے تھے۔ طوفان نے کہا، "تمہیں میری لہریں پریشان کرتی ہیں، تمہارے بغیر میری طاقت اور شدت بے معنی ہو جاتی!" کشتی نے جواب دیا، "تمہاری آندھیاں میری رفتار کو تیز کرتی ہیں، تمہارے بغیر میری حرکت سست اور بے اثر ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ مخالف قوتیں بھی ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں تاکہ مقصد تک پہنچا جاسکے۔

---

## کہانی نمبر 192

## عنوان: رنگ اور کینوس کی بات چیت

رنگ اور کینوس ایک دن بات کر رہے تھے۔ رنگ نے کہا، "تمہاری سطح میری خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے رنگ ہو جاتی ہے!" کینوس نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری شکل کو مکمل کرتی ہے، تمہارے بغیر میری سطح پر کچھ نہیں ہو سکتا!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق کا عمل دونوں کے ساتھ ہی مکمل ہوتا ہے۔

---

## کہانی نمبر 193

## عنوان: کتاب اور لائبریری کی بات چیت

کتاب اور لائبریری ایک دن بات کر رہے تھے۔ کتاب نے کہا، "تمہاری راہوں پر میری داستانیں رکھی جاتی ہیں، تمہارے بغیر میری موجودگی بے معنی ہو جاتی!" لائبریری نے جواب دیا، "تمہاری حکمت میری علم کی روشنی بنتی ہے، تمہارے بغیر میری دیواروں میں خالی پن ہوتا!" دونوں نے سیکھا کہ علم کی ترسیل کے لیے ہر جگہ کا اپنا کردار ہے۔

---

## کہانی نمبر 194

## عنوان: چچ اور چچ کی بات چیت

چچ اور چچ ایک دن بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تمہاری نوک میرے کام کو آسان بناتی ہے، تمہارے بغیر میری شکل بے کار ہو جاتی!" دوسرے چچ نے جواب دیا، "تمہاری جسمانی ساخت میری کارکردگی کو مکمل کرتی ہے، تمہارے بغیر میری حرکت بے اثر ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ تخلیق میں ہر حصے کی اہمیت ہوتی ہے، اور ان کے بغیر کچھ بھی مکمل نہیں ہوتا۔

---

## کہانی نمبر 195

## عنوان: درخت اور پھول کی بات چیت

درخت اور پھول ایک دن بات کر رہے تھے۔ درخت نے کہا، "تمہاری خوشبو اور رنگ میری زندگی میں دلکشی لاتے ہیں، تمہارے بغیر میری شاخیں بے رنگ اور بے زندگی ہو جاتیں!" پھول نے جواب دیا، "تمہاری جڑیں میری زندگی کی بنیاد ہیں، تمہارے بغیر میری نشوونما ممکن نہیں ہوتی!" دونوں نے سیکھا کہ ہر شے کا وجود دوسرے کی مدد سے ہی ممکن ہے۔

---

## کہانی نمبر 196

## عنوان: پتہ اور ہوا کی بات چیت

پتہ اور ہوا ایک دن بات کر رہے تھے۔ پتہ نے کہا، "تمہاری سرسراہٹ میری حرکت کو آزاد کرتی ہے، تمہارے بغیر میں جامد رہ جاتا ہوں!" ہوا نے جواب دیا، "تمہاری موجودگی میرے لئے سمت فراہم کرتی ہے، تمہارے بغیر میری طاقت بے سمت ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ قدرتی طاقتیں ایک دوسرے کے ساتھ کام کر کے ہی اپنی پوری توانائی ظاہر کرتی ہیں۔

---

## کہانی نمبر 197

## عنوان: گلاب اور پانی کی بات چیت

گلاب اور پانی ایک دن بات کر رہے تھے۔ گلاب نے کہا، "تمہاری نمی میری زندگی کا حصہ ہے، تمہارے بغیر میری پیتیاں خشک ہو جاتیں!" پانی نے جواب دیا، "تمہاری خوشبو اور رنگ میری موجودگی کی وجہ ہیں، تمہارے بغیر میری روشنی بے رنگ ہو جاتی!" دونوں نے سیکھا کہ زندگی کی تکمیل ایک دوسرے کے ساتھ ہونے والی حمایت سے ہی ممکن ہے۔

---

## کہانی نمبر 198

## عنوان: چچ اور پلیٹ کی بات چیت

چچ اور پلیٹ ایک دن بات کر رہے تھے۔ چچ نے کہا، "تمہاری سطح میرے استعمال کے لئے ضروری ہے، تمہارے بغیر میری شکل بے اثر ہو جاتی!" پلیٹ نے جواب دیا، "تمہاری شکل میری صلاحیت کو دکھاتی ہے، تمہارے بغیر میری سطح پر کھانا بے مزہ ہو جاتا!" دونوں نے سیکھا کہ ہر حصہ کا اپنی جگہ پر کردار ہوتا ہے، اور بغیر ایک دوسرے کے کچھ بھی مکمل نہیں ہو سکتا۔

---

## کہانی نمبر 199

## عنوان: چاند اور ستارے کی بات چیت

چاند اور ستارے ایک دن بات کر رہے تھے۔ چاند نے کہا، "تمہاری چمک میرے درخشاں ہونے کا حصہ ہے، تمہارے بغیر میری روشنی کا کوئی مطلب نہیں ہوتا!" ستارے نے جواب دیا، "تمہاری روشنی میری موجودگی کو اجاگر کرتی ہے، تمہارے بغیر میری ٹمٹماتی چمک بے رنگ ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ روشنی کا اصل مقصد تب ہوتا ہے جب وہ ایک دوسرے کے ساتھ چمکتی ہے۔

---

## کہانی نمبر 200

## عنوان: سمندر اور ریت کی بات چیت

سمندر اور ریت ایک دن بات کر رہے تھے۔ سمندر نے کہا، "تمہاری نرمیت میری لہروں کو سنبھالتی ہے، تمہارے بغیر میری حرکت بے وزن ہو جاتی!" ریت نے جواب دیا، "تمہاری گہرائی میری سطح کو جان دیتی ہے، تمہارے بغیر میری موجودگی بے معنی ہو جاتی ہے!" دونوں نے سیکھا کہ زمین اور سمندر کا آپس میں تعلق قدرت کی حسن کا عکاس ہے۔

## "علیم طاہر کا تعارف"

## "علیم طاہر کی زبانی"

میں (قلمی نام) علیم طاہر (انڈیا) ... (شیخ علیم الدین عبدالرشید) ... ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں ایک دھرن گاؤں نامی گاؤں ضلع جلگاؤں میں میں نے آنکھیں کھولیں جو میرا خیال اور دھیاں ہے۔ چونکہ والد محترم ارشد میناگری صاحب بحیثیت اسکول ہیڈ ماسٹر سرکاری ملازمت پر مالیکاؤں میں فائز تھے۔ جہاں انہوں نے اپنے پورے خاندان کو منتقل کر لیا اور وہیں کے ہو کر رہ گئے غالباً وطن ثانی کے طور پر مالیکاؤں کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہیں آج تک شاد و آباد ہیں۔

والد محترم ارشد میناگری صاحب نہ صرف کئی ایوارڈ یافتہ صدر مدرس رہے بلکہ اردو، ہندی اور مراٹھی تینوں زبانوں کے بہترین ممتاز مشہور و معروف ہمہ اصناف شاعر و ادیب بھی ہیں بچپن ہی سے ان کی تربیت میں خاکسار نے اپنے شب و روز گزارے اور شعری شعور پایا۔ ان گنت مشاعروں میں ان کے ساتھ بچپن ہی سے شرکت کے مواقع نصیب ہوئے۔ بے شمار سٹیج ہے سے والد محترم ارشد میناگری صاحب کو مشاعرے لوٹتے ہوئے دیکھا اور تو اور آہستہ آہستہ میں بھی فطری طور پر شاعری کی طرف راغب ہو گیا۔ چونکہ ارشد میناگری نہ صرف تحت اللفظ بلکہ ترنم کے بھی کامیاب ترین شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

انیس سو اسی میں شاعری کی ابتدا ہوئی باقاعدہ شعر کہنے لگا اور استاد الشعراء ارشد میناگری سے اصلاح لینے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ انیس سو تراسی سے آل انڈیا مشاعروں میں شرکت ہونے لگی اور تحت اللفظ کے کامیاب ترین شاعر کی حیثیت سے ایک شناخت بن گئی۔ ہنتے کھیلتے میرا بچپن گزرتا رہا۔ میرا غزلوں کی طرف شروع میں رجحان زیادہ رہا آہستہ آہستہ ہمہ اصناف شاعری کی تمام ہنرمندیاں محترم ارشد میناگری سے سیکھنے کو ملنے لگیں۔ مختلف اصناف پر طبع آزمائی کرنے کے مواقع نصیب آئے۔ اب تک ہر صنف سخن پر خاکسار نے طبع آزمائی کر کے الگ تھلگ اور منفرد شناخت بنالی ہے۔

ماشاء اللہ تعلیمی لیاقت میں اضافہ ماحول کی دین اور والد محترم ارشد میناگری اور والدہ محترمہ حلیمہ بی کی تربیت کا بہترین نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

2003 میں ایم اے پونا یونیورسٹی سے فرسٹ کلاس اردو میٹھڈ میں کامیابی مل چکی تھی، بعد میں دوسرا ایم اے اردو ہسٹری اور تیسرا ایم اے ایم اے ان ایجوکیشن کے بعد بی ایڈ اردو ہسٹری۔۔۔ پونے یونیورسٹی سے نمایاں کامیابی حاصل کر لی۔ ساتھ ہی ساتھ راجستھان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے ایڈمیشن لے کر نئی اصناف سخن موضوع پر پی ایچ ڈی بھی مکمل کر لی۔ صرف ڈگری کا ہاتھ آنا

باقی ہے۔

صحافت بھی کالج عہد سے نمایاں طور پر جاری رہی اور باقاعدہ صحافت پر بھی ڈپلومہ کورس کر کے جرنلزم کی سند حاصل کر لی۔ کمپیوٹر کے ایم ایس سی آئی ٹی، کورس اور ڈی ٹی پی، کورس بھی سرکاری طور پر مکمل کر لئے۔

2008 سے ممبئی میں ایک ڈی ٹی ایڈ کالج میں بحیثیت لیکچرار اپوائنٹمنٹ ہو گیا۔ جہاں مشہور فکشن رائٹر اور ناول نگار رحمن عباس کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد انجمن خیر الاسلام کے ایک کالج اور اردو ہائی اسکول میں اپوائنٹمنٹ ہو گیا جہاں 7 سال ایچ او ڈی اور اسسٹنٹ ٹیچر کی حیثیت سے کامیابی کے ساتھ گزرے۔ بعد ازاں دابھول رتناگری میں ٹرانسفر ہو گیا۔ یہاں آنے کے بعد ترقی کی راہیں مزید ہموار ہوں گی۔ اس ہائی اسکول کی پچاس سالہ تاریخ میں ایک نئی تاریخ مرتب ہوئے پونے ایس ایس سی بورڈ میں باقاعدہ خاکسار کونصابی میٹنگوں میں دعوت دی گئی اور بحیثیت اصلاح کار دسویں کی کتاب میں مشیر خاص کے حیثیت سے نوازا گیا۔ اور ضلع رتناگری میں ٹیچر اور ہیڈ ماسٹر کی رہنمائی کے لئے آر پی کے عہدے سے بھی سرفراز کیا گیا مختلف پروگراموں میں خاکسار نے نئی تعلیمی پالیسیوں پر اپنے لیکچرز کے ذریعے تعلیمی بیداری پیدا کی۔ واٹس اپ گروپ کے بیشمار آن لائن مشاعروں کی نظامت اور اون لائن کتابوں کی نشر و اشاعت خاکسار کے ذریعے عمل میں آئی۔ مختلف دینی وادبی تنظیموں کی سربراہی نصیب ہوئی۔ موجودہ دور میں برائیوں پر قدغن لگانے کے لیے بھی میری شناخت تسلیم کی گئی۔ محترمہ دعا علی صاحبہ کے ساتھ آون لائن ماہ نامہ باب دعا کراچی اور آفتاب احساس انٹرنیشنل میگزینز کی اشاعت میں بحیثیت نمایاں مدیر اعلیٰ، مدیر، اصلاح کار اور مشیر خاص کے طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ اور مزید مفید واہم سرگرمیاں اب بھی جاری و ساری ہیں۔

کالج کے زمانہ طالب علمی سے ہی مجھے ممبئی جیسے عروس البلاد شہر میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے بے شمار مواقع نصیب ہوئے چونکہ صحافتی اور تصنیفانہ مزاج بڑا کام آیا۔ کئی فلموں میں گیت لکھنے کے مواقع نصیب ہوئے، کی، سیریلیس میں مکالمے لکھنے کے مواقع نصیب ہوئے اداکاری اور ہدایتکاری کے بھی مواقع نصیب ہوئے، مالیکاؤں جیسے صنعتی شہر میں انیس سو ستانوے میں ایک پیروڈی فلم مالیکاؤں کے شعلے بنائی گئی جس میں خاکسار نے ہیرو دھرمندر کارول ادا کیا اور تو اور اس میں چیف ہدایت کار کے طور پر بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس فلم کو ریکارڈ توڑ کامیابی حاصل ہوئی اس کے ڈائریکٹر میرے دوست ناصر شیخ تھے۔ مختلف ملکوں اور شہروں کی تنظیموں سے بیشمار انعامات حاصل ہوئے۔ خاکسار کو بہترین اداکار اور ہدایت کار کے طور پر بھی گہری شناخت حاصل ہوئی۔ خاندیش کے دل والے دلہنیا لے جائیں گے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہوں۔ ٹارزن کی بارات میں چیف ڈائریکٹر اور ایکٹر رہا۔۔۔ تو سے کا کرے کے، فلم میں بھی مہمان خصوصی کے طور پر شامل رہا۔ گبر چا چا، فلم میں بھی ہیرو کا کردار نبھایا۔ اور بھی کئی فلمیں ہیں جن میں خاکسار کی نمایاں شمولیت رہی۔

خاکسار نے اے ایم این پروڈکشن انٹرنیشنل کے زیر نگرانی فلمیں بھی بنائیں جس میں مالیکاؤں ٹوڈی، women اور ریکا مے پوریا کیبول بچن وغیرہ اہم اور بنیادی فلمیں بہت مقبول عوام ہوئیں۔

انٹرنیشنل ساؤتھ فلم "آج کالا وارث" کے تمام گیت خاکسار کے قلم سے تحریر ہوئے "ابھی تو رات ہے" محترم انیس جاوید صاحب کی فلم {ظلم کے خلاف} کے گیتوں میں بھی ایک گیت خاکسار کا رہا۔ اس فلم میں نہ صرف اداکاری بلکہ اسٹنٹ کے فرائض بھی انجام دیے۔ مجھے اس پہلی فلم میں مجھے محترم انیس جاوید صاحب نے موقع فراہم کیا تھا۔ گیت لکھنے، اداکاری کرنے، اور بطور اسٹنٹ بھی۔ یہ میرے لیے بڑا چانس تھا۔ جو انیس جاوید صاحب نے مجھے دیا تھا۔ "چار مینار بوائز" حیدر آبادی فلم میں بھی خاکسار نے اداکاری کے جوہر دکھلائے۔ ... جو کافی مقبول عوام ہوئی۔

\*\* علیم طاہر کی مطبوعہ تصنیفات کے نام \*\*۔

01.. دنیا مسافر راستے

غزلیں نظمیں قطعات

02... منظر پس منظر

علیم طاہر پر تحریر کردہ مضامین اور مختلف اصناف سخن پر شاعری

03---- سر، سنگم، سنگیت

300 گیتوں پر مشتمل مجموعہ۔۔

04.... شاعری، موسیقی، نغمگی

ستر سے زائد اصناف سخن پر مشتمل گیتوں کا مجموعہ۔

05.... یہ عشق کا سفر ہے

اون لائن شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی۔ پاکستان۔

06.... کرچی کرچی خواب

آن لائن شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی۔ پاکستان۔

....107 گلاموسم

شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی پاکستان۔

08 لمحہ عشق

... شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی پاکستان۔

فیس بک پر تقریباً 10 شعری مجموعے۔۔۔

...109 بابا آج ہے سنڈے

ادب اطفال۔۔

...10 عورت کچے کان کی

ناول۔۔۔۔

..11۔۔ یادگار لمحے

مضامین پر مشتمل مجموعہ۔

12۔۔۔ میں ذرہ ذرہ بکھرا ہوں۔

سائٹ پر مشتمل مجموعہ۔

\*\*علیم طاہر پر تحریر کردہ کتابیں..

..01 گیتوں کا شہزادہ علیم طاہر۔۔۔

مصنف۔۔ ڈاکٹر سیفی سروانچی

فلم "مالیگاؤں کے شعلے" 1997 میں ریلیز ہوئی تھی اور ریکارڈ تھوڑا کا میا بی حاصل کی تھی۔

پھر کئی سالوں بعد سپر مین آف مالیگاؤں بنی تھی۔

اس فلم نے بھی بہت کامیابی حاصل کی تھی۔

ان دونوں فلموں کا کمینیشن ہے "سپر ہونز اپ مالیگاؤں"

کس طریقے خواب دیکھنے والے یہ لڑکے فلم بنانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اور انہیں کیا کیا رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔

اور کس طریقے سے ان کے کام کرنے کا اسٹائل ہے۔ وہ سب اس فلم کی اہم خصوصیات ہیں۔ ڈائریکٹر ریما کاگتی، پروڈیوسر۔۔۔ ریتیش

سدھوانی، فرحان اختر، زویا اختر، ریما کاگتی، ہیں۔ بقول جاوید اختر

"پندرہ سالوں میں ایسی فلم انڈسٹری میں دیکھنے میں نہیں آئی۔"

اسی طرح میری زندگی کا سفر جاری و ساری ہے مختلف مرحلوں سے کامیابی کے ساتھ گزرتے ہوئے مختلف موڑ سے کامیابی کے

ساتھ مڑتے ہوئے میں منزل کی جانب گامزن ہوں۔ ابھی سفر جاری ہے اور بے شمار خواب تعبیر پانیکے لئے بے قرار و مضطرب بھی۔

دعاؤں کا طالب

علیم طاہر (انڈیا)

08/12/2001

بروز سنچر شب: 08:15

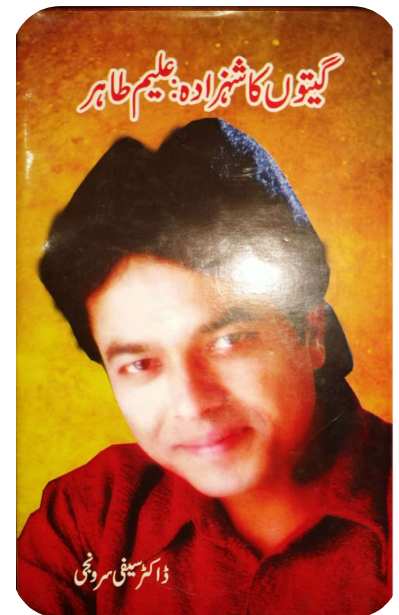
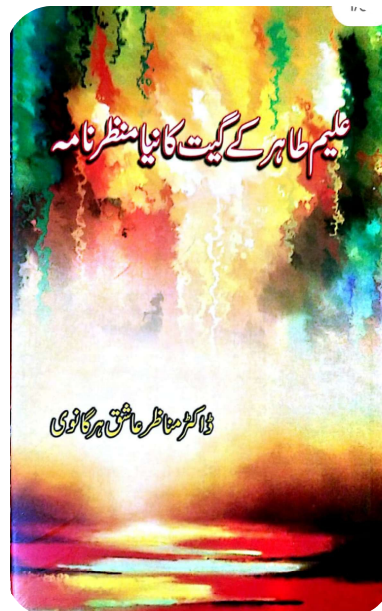
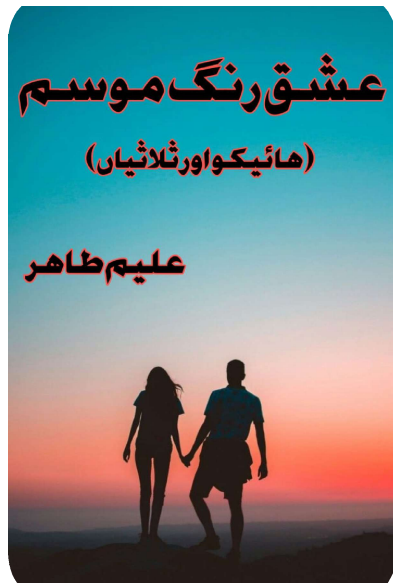
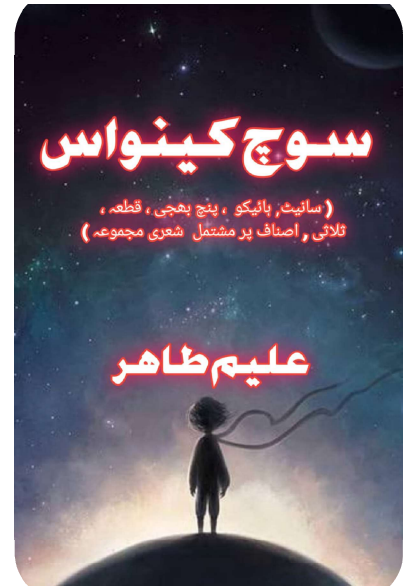
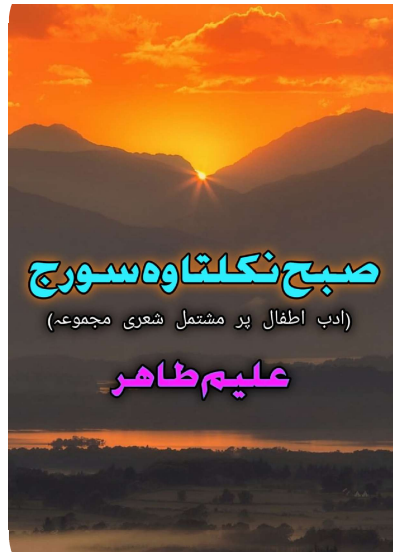
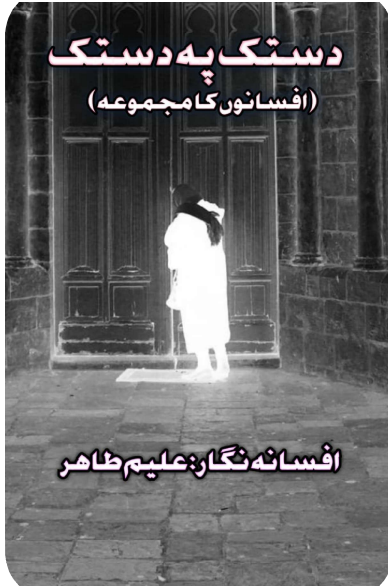
05/05/2025 (Update Knowledge)

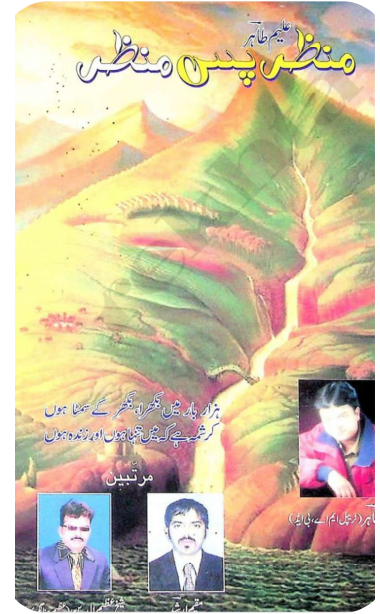
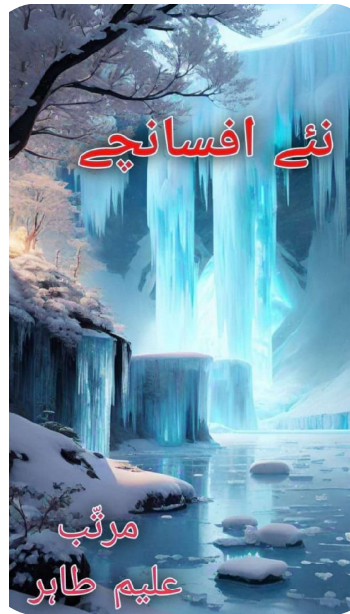
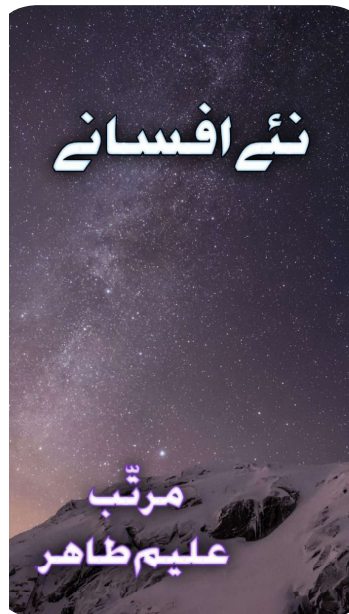
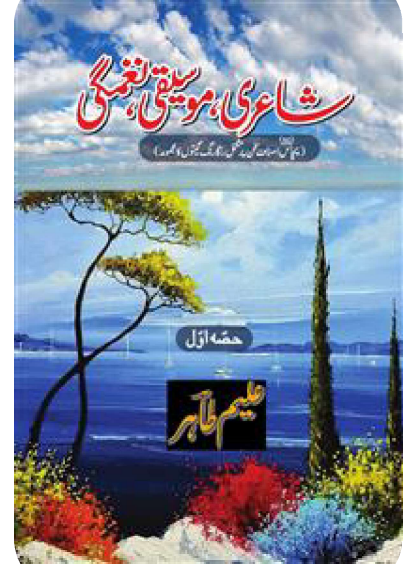
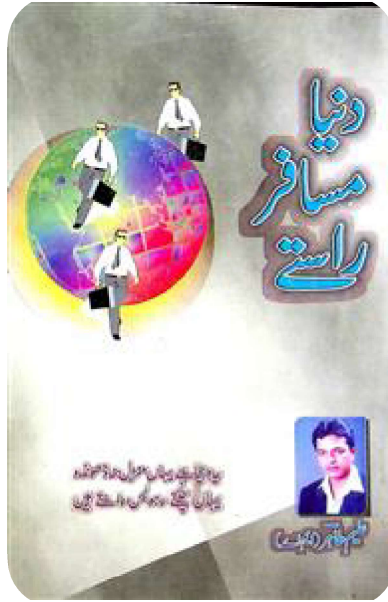
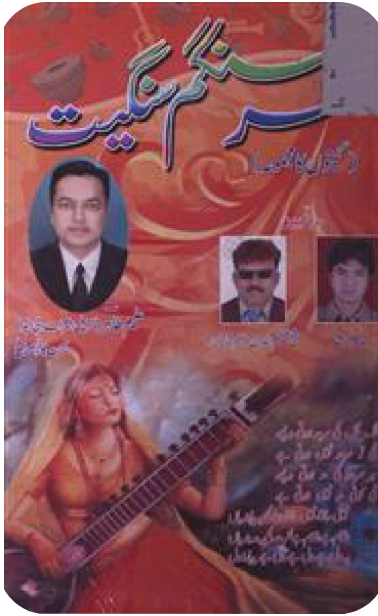
AleemTahir India Ka taaruf

AleemTahir India ki zubani...

Email : aleemtahir12@gmail.com

Mob No : 9623327923





















# Khwabon ki Gaadi

(200 kahaniyon ka majmua)



Aleem Tahir